عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوۃ
انٹرنیشنل
جلد نمبر ۱۳ ● شمارہ نمبر : ۳۸
KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

نصرتِ الٰہی کی شرائط

عورت کی حیثیت
اسلامی اور طبعی نقطۂ نظر سے

نفاق کی علامت جھوٹ
اور اس کی مروّجہ صورتیں

قادیانیت میں الہام کا غلط تصوّر

امتِ محمدیہ آخری امت ہے

مولانا حافظ محمد عبدالستار واحدی

کسی مسلمان کے لئے یہ زیبا نہیں کہ احکامات الٰہیہ اور ارشادات نبویہ کے سامنے چوں وچرا سے کام لے

خدائے ذوالجلال نے امت مسلمہ کو سابقہ امتوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ حضور خاتم النبین ﷺ سے پہلے جتنے بھی انبیاء و مرسلین دنیا میں مبعوث ہوئے۔ سب کی دعوت اپنے علاقہ یا اپنے وقت کے لوگوں کے لئے تھی۔ لیکن تمام پیغمبروں کی دعوت کی بنیادی روح اور حقیقت ایک ہی تھی اسمیں کسی طرح کا کوئی تغیر واقع نہیں ہوا اگرچہ شرائع انبیاء میں وقت اور حالات کے اعتبار سے اختلاف رہا ہے۔ امت محمدیہ کو دوسری امتوں پر فضیلت حاصل ہونے کی چند وجوہ ہیں۔

پہلی وجہ قرآن کریم میں خود اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا کہ یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر۔ یعنی امت مسلمہ کی خصوصیت یہ ہے کہ نسل انسانی کو برائی سے دور رہنے اور نیکی پر عمل پیرا ہونیکی دعوت دینے کا جو فریضہ پہلے انبیاء علیہم السلام ادا فرمایا کرتے تھے اب اس امت کے عام افراد یہ مقدس فریضہ انجام دیا کریں گے۔

دوسری وجہ امت محمدیہ کی فضیلت کی یہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ سید المرسلین والنبیین ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے شب معراج میں بیت الحرام سے بیت المقدس لے جاکر تمام پیغمبروں کی امامت اور قیادت کا شرف بخشا آپ خاتم النبیین اور شافع یوم محشر ہیں چونکہ حضور ﷺ تمام انبیاء کے سردار اور سب سے عالی رتبہ ہیں اس لئے آپ کی امت بھی دوسری تمام امتوں کے مقابلہ میں اعلیٰ اور بہتر ہے۔

تیسری وجہ سورۃ بقرہ میں مذکور ہے کہ امت محمدیہ صرف اللہ اور اسکے فرشتوں اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان نہیں رکھتی بلکہ سب مسلمان اللہ تعالیٰ کے تمام رسولوں اور انکی تمام کتابوں کے برحق ہونے پر ایمان رکھتے ہیں۔ لانفرق بین احد من رسلہ یعنی مسلمانوں نے واضح طور پر اس بات کا اعلان کردیا ہے کہ ہم تمام پیغمبروں کی صداقت پر یقین رکھتے ہیں اور کسی ایک کے متعلق بھی خدا تعالیٰ کے رسول ہونے اور انکی دعوت کے سچا ہونے میں ہمیں شک نہیں ہے مفسرین آمن الرسول الخ کی تشریح میں ارشاد فرماتے ہیں۔ یہ ایک قسم کی سند ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے جو کچھ انکی طرف نازل کیا تھا سب مان لیا لانفرق بین احد جتنے احکامات گذشتہ امتوں کو انبیاء علیہم السلام کے ذریعے ملے تھے وہ اگر آج ہمیں دے دیئے جائیں تو سب پر عمل کرنے کے لئے پوری طرح تیار ہیں اب کوئی قوم مسلمانوں پر یہ فخر نہیں کرسکتی کہ ہم نے بڑے بڑے کام کئے ہیں ہماری سب سے بڑی سعادت اور خوش نصیبی یہ ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا امتی بناکر سرفراز فرمایا۔ انسان ساری کائنات سے افضل اور اشرف المخلوقات ہے حضورؐ کی امت دوسری تمام امتوں سے افضل اور اعلیٰ مرتبے والی ہے۔ اور خود نبی کریم ﷺ نسل انسانی کے تمام افراد حتیٰ کہ تمام نبیوں اور رسولوں سے عالی رتبہ اور افضل تر ہیں اگر محبوب خدا حبیب کبریا حضرت احمد مجتبیٰ ﷺ کی بعثت نہ ہونی ہوتی تو یہ کائنات ہی وجود میں نہ آتی آپ کے لئے تمام نوع انسانی اور نوع انسانی کے لیئے زمین و آسمان۔ چاند' سورج ہوا مٹی پانی آگ سمندر' دریا اور نباتات' حیوانات غرضیکہ ساری کائنات پیدا کی گئی ہے۔ آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمومنون میں رب العلمین کی طرف سے حضورؐ پر جو کچھ نازل ہوا اس تمام پر آپؐ اور آپؐ کی امت کے کامل ایمان کا ذکر کیا گیا ہے اس وحی الٰہی میں سے کسی بات کا مشاہدہ انہوں نے خود کیا ہو یا نہ کیا ہو۔

صحابہ کرام اور ساری امت کے ایمان کی جامعیت جیسے سورۃ بقرہ کے آخر میں بیان کی گئی ہے ایسے ہی اس سورۃ کے شروع میں بیان کی گئی ہے۔ الذین یؤمنون بالغیب ویقیمون الصلوٰۃ وممارزقنٰھم ینفقون۔ والذین یؤمنون بما انزل الیک وماانزل من قبلک وبالآخرۃ ھم یوقنون۔ یعنی اے یہود و نصاریٰ اور دنیا بھر کے لوگو قرآن وہ سچی کتاب ہے جس نے ان متقین کو راہ ہدایت بتائی۔ جو بن دیکھے ایمان لاتے ہیں۔ اور نماز قائم کرتے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے۔ اسمیں سے خرچ کرتے ہیں۔ اور جو ایمان لاتے ہیں اس پر جو کچھ اتارا گیا ہے آپ پر اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا اور آخرت پر بھی وہ یقین رکھتے ہیں مسلمان کی شان یہ ہے کہ اسے جو حکم ملے فوراً تسلیم کرے یہود و نصاریٰ کی طرح اللہ تعالیٰ کے حکم پر بحث و جرح اور عمل سے بچنے کے لئے حیلہ جوئی نہ کرے۔ جب اسے معلوم ہوجائے کہ یہ حکم اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ اور فلاں کام کرنا ہے۔ کیونکہ یہ کام حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام نے بھی کیا ہے۔ یا فلاں بات اور فلاں کام انجام نہیں دینا چاہیے کیونکہ اللہ اور اس کے رسول نے اس سے روکا ہے تو اسے فوراً" سر تسلیم خم کردینا چاہیے۔ آج لوگ مسلمان بھی کہلاتے ہیں اور احکامات الٰہیہ اور ارشادات نبویہ پر جرح و تنقید بھی کرتے ہیں ایسے شخص کو اپنی سوچ اور عقل پر ناز کرنے اور فخر کرنے کے بجائے اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیے کیونکہ ایمان یقین کامل کا نام ہے اگر شک کا روگ دل میں ہے گھر کرگیا ہو تو ایمان کہاں رہے گا اپنے ایمان کو پرکھنے کے لئے صحابہ کرام کی زندگی کی کسوٹی کو استعمال میں لاؤ۔ قرآن نے ایمان کا دعویٰ کرنے والوں کو حکم دیا آمنو کما آمن الناس ایمان لاؤ ایسا جیسا کہ (خدا کے رسول کا پر خلوص ساتھ دینے والے) لوگ ایمان لائے ہیں یعنی اصحاب رسول کا ایمان امت محمدیہ میں آنے والے بعد کے تمام لوگوں کے لئے معیار حق و صداقت ہے۔ ابو جہل نے خلیفہ راشد جانشین پیغمبر اسلام امیر المومنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ سے جب حضور ﷺ کے راتوں رات بیت [illegible] بیت المقدس اور بیت المقدس سے سدرۃ المنتہیٰ تک جانے اور واپس تشریف لے آنے کا ذکر کیا اور پوچھا کہ ایسا کیونکر ہوسکتا ہے تو حضرت صدیق اکبر نے فرمایا اگر محمد ﷺ ایسا فرماتے ہیں تو بات سچی ہے۔ اسے کہتے ہیں ایمان و یقین کہ اگر خدا کے رسول نے یہ بات فرمائی ہے تو اسکی سچائی میں شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں آج انسان آسمانوں پر سیاروں پر کمندے ڈال رہا ہے مریخ اور مشتری پر پہنچنے کی کوشش کر رہا ہے۔ وہ دل و دماغ کا اپریشن کرتا ہے اور گھنٹوں اور منٹوں میں ہزاروں میل کا فاصلہ طے کرلیتا ہے۔ آج ایسی بات ان ہونی تصور نہیں کی جاسکتی بلکہ آج تو معراج کی صداقت سائنسی اعتبار سے بھی ہوچکی ہے لیکن آج سے چودہ سو برس پہلے جب کہ اس قدر

باقی ص ۲۷ پر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ کراچی انٹرنیشنل

KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

جلد نمبر ۱۳ ● شمارہ نمبر ۳۸ ● تاریخ ۱۸ رمضان المبارک تا ۲۴ رمضان المبارک ۱۴۱۵ھ ● بمطابق ۱۹ فروری تا ۲۵ فروری ۱۹۹۵ء

اس شمارے میں

۱۔ امت محمدیہ آخری امت ہے ____ ۲
۲۔ دین کے سرچشموں کو بند کرنے کی مہم (اداریہ) ____ ۳
۳۔ ثقافت کے نام پر بے حیائی کا فروغ ____ ۶
۴۔ سالانہ رد قادیانیت کورس ____ ۷
۵۔ نصرت الٰہی کی شرائط ____ ۹
۶۔ عورت کی حیثیت اسلامی اور طبعی نقطہ نظر سے ____ ۱۳
۷۔ علم نجوم کی شرعی حیثیت ____ ۱۵
۸۔ نفاق کی علامت جھوٹ ____ ۱۷
۹۔ اسلامی نظام عدل ہی امن کا ضامن ہے ____ ۲۱
۱۰۔ قادیانیت میں الہام کا غلط تصور ____ ۲۲
۱۱۔ اخبار ختم نبوت ____ ۲۵

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہ

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول
عبدالرحمن باوا

مجلس ادارت
مولانا عزیز الرحمن جالندھری
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا اللہ وسایا ● مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا محمد جمیل خان ● مولانا سعید احمد جلالپوری

مدیر
حسین احمد نجیب

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

تزئین
خوشی محمد انصاری

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش
ایم اے جناح روڈ کراچی فون 7780337

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان فون نمبر 40978

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 071-737-8199.

اندرون ملک چندہ
سالانہ ۱۵۰ روپے
ششماہی ۷۵ روپے
سہ ماہی ۳۵ روپے
فی پرچہ ۳ روپے

بیرون ملک چندہ
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۱۰۰ ڈالر
یورپ اور افریقہ ۷۰ ڈالر
متحدہ عرب امارات و انڈیا ۵۰ ڈالر
چیک / ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۲۴۳
کراچی پاکستان ارسال کریں

پبلشر: عبدالرحمن باوا ○ طابع: سید شاہد حسن ○ مطبع: القادر پرنٹنگ پریس ○ مقام اشاعت: ۱۰۳ پرانی نمائش لائن کراچی

دین کے سرچشموں کو بند کرنے کی مہم

تحریک پاکستان کے وقت ہی سے لادین اور ملحد طبقہ اس تاک میں تھا کہ وہ دولت خداداد پاکستان میں دین اور دیندار طبقہ کو (جن کو یہ حضرات ملائیت اور ملا سے تعبیر کیا کرتے ہیں) پنپنے کا موقع نہ دیا جائے۔ بلکہ اس ملک کو خالص لادین ملک بنادیا جائے چنانچہ تحریک پاکستان کے دوران حضرت مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہ نے شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی خدمت میں ایک خط لکھا تھا' جس میں اس لادین طبقہ کی ذہنیت کا ماتم کیا گیا تھا' یہ خط ایک تاریخی دستاویز ہے' جسے پروفیسر انوار الحسن شیرکوٹی نے "خطبات عثمانی" میں نقل کیا ہے' یہاں اس کا ایک اقتباس پیش خدمت ہے۔ مولانا نعمانی لکھتے ہیں:

"کئی سال ہوئے ایک بہت بڑے مسلمان سرکاری عہدہ دار نے (جو غالباً "سر" کا بھی خطاب رکھتے ہیں) مجھ سے دوران گفتگو میں کہا تھا کہ آپ لوگ اور آپ کے یہ مذہبی گھروندے (مدرسے اور خانقاہیں) صرف اس لئے ہندوستان میں باقی ہیں کہ انگریزی حکومت کی پالیسی ہمارے ہاتھ میں نہیں ہے۔ جس دن پالیسی ہمارے ہاتھ میں آجاوے گی ہم آپ لوگوں اور آپ کے ان اڈوں کو ختم کردیں گے اور مداخلت فی الدین کے نعروں سے آپ عوام میں جو ہیجان انگریزوں یا ہندوؤں کے خلاف پیدا کردیتے ہیں ہمارے خلاف پیدا نہیں کرسکتے۔ ہم جو کچھ کریں گے مسلمان قوم کو ساتھ لے کر کریں گے اور رائے عامہ کو اتنا زیادہ خلاف کریں گے کہ وہ آپ لوگوں کو اپنے مفاد کا دشمن اور قابل قتل سمجھنے لگیں گے جیسا کہ ترکی میں ہوچکا ہے۔"

قیام پاکستان سے آج تک یہ طبقہ' جو بدقسمتی سے کسی نہ کسی رنگ میں اقتدار پر قابض رہا ہے' جمہوریت کا دور ہو' یا مارشل لاء کا' سکندر مرزا کا دور ہو یا ایوب خان کا' بھٹو کا دور ہو یا ضیاء الحق کا' ہر دور میں یہی طبقہ اقتدار کے چاند کا ہالا رہا ہے۔ اور ہمیشہ اس کوشش میں رہا ہے کہ وطن عزیز کو دین اور اہل دین سے "پاک" رکھا جائے۔ اور اسے مغربی لادینیت کے حوالے کردیا جائے۔ ان دنوں ہماری حکومت نے علماء کرام اور دینی مدارس کے خلاف جو مہم چلا رکھی ہے وہ بھی اسی ذہنیت کی تسکین ہے' حکومت کے وزیران باتدبیر ملک و ملت کے تمام مسائل گویا حل کرچکے ہیں اور انہیں نہ تو ملک میں بدامنی اور فساد کا غبار نظر آتا ہے' نہ بڑھتی ہوئی مہنگائی و بے روزگاری کی طرف ان کی نظر جاتی ہے' نہ سیاسی انتشار و خلفشار ان کے لئے کسی پریشانی کا موجب ہے۔ الغرض ملک و ملت کا کوئی اہم مسئلہ ان کی توجہ اپنی طرف منعطف نہیں کرتا۔ ان کا بس ایک ہی ہدف ہے اور وہ ہے علمائے کرام اور دینی اداروں کے خلاف زہریلا پروپیگنڈہ کرنا۔ یہ حضرات اہل علم کو بدنام کرنے کے لئے ہر ممکن و ناممکن حربے استعمال کر رہے ہیں۔ اور ان کی کردار کشی کے لئے ایسے سوقیانہ' ایسے گھٹیا اور ایسے نامناسب اور ناشائستہ الفاظ استعمال کئے جا رہے ہیں' جن کی توقع کسی بھی باوقار ہوشمند اور زیرک و دانا شخص سے نہیں کی جاسکتی۔ چہ جائیکہ کسی سنجیدہ حکومت کے ذمہ دار افراد سے ان کی توقع رکھی جائے' غالباً حکومت کے یہ بزرجمہر دینی مدارس کا ناطقہ بند کرنے کا فیصلہ کرچکے ہیں' اور ان کو شاید یہ غلط فہمی ہے کہ وہ اپنی پھونکوں سے اس چراغ ہدایت کو گل کرکے وطن عزیز میں مکمل سیاہ دور کے لانے میں کامیاب ہوجائیں گے' حالانکہ یہ ان کا خیال خام ہے۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

ان لوگوں کے عزائم کا اندازہ کرنے کے لئے یہ خبر ملاحظہ فرمایئے جسے اخبارات نے شہ سرخیوں کے ساتھ شائع کیا ہے:

"دینی مدارس کی چھان بین اور نصاب تبدیل کرنے کا فیصلہ"

"مدارس میں فوجی تربیت کے کیمپوں پر پابندی لگادی جائے گی' ڈپٹی کمشنر ایسے مدرسوں اور اداروں کے بارے میں معلومات حاصل کریں گے جن میں غیر ملکی طلبہ زیر تعلیم ہیں' بیرونی ممالک سے عطیات صرف حکومت کے توسط سے لئے جاسکیں گے"

"مدارس کے فنڈز کا باقاعدہ آڈٹ ہوگا' وزرائے اعلیٰ دو ہفتے کے اندر اپنے صوبوں میں کئے جانے والے اقدامات کی رپورٹ پیش کریں گے' وزارت داخلہ میں ایک سیل قائم کیا جائے گا' جو فیصلوں کی رپورٹ پر عملدرآمد کا جائزہ لے گا۔ وزیر اعظم کا صوبائی حکومتوں کو حکم۔"

اسلام آباد (نمائندہ جنگ / اے پی پی) وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کی زیر صدارت وزارت داخلہ میں اعلیٰ سطح کے اجلاس میں ملک میں فرقہ واریت کے خاتمہ' اسمگلنگ کی روک تھام اور امن و امان کے سلسلہ میں اہم فیصلے کئے گئے ہیں۔ چاروں صوبوں کے گورنروں' وزراء اعلیٰ اور چیف سیکریٹریوں نے اجلاس میں شرکت کی۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ دینی مدارس کے سلیبس کو ملک اور قوم کے مفاد میں تبدیل کرنے کے لئے اقدامات کئے جائیں گے' دینی اداروں کا موجودہ سلیبس وزارت تعلیم اور وزارت مذہبی امور کے مشورے سے طے کیا جائے گا۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ دینی مدارس کا آڈٹ کیا جائے گا اور یہ دیکھا جائے گا کہ ان کو فنڈز مقامی طور پر حاصل ہوئے ہیں یا باہر کے ملکوں سے فراہم کئے جاتے ہیں۔ اس کی تحقیقات بھی کی جائے گی کہ کون کون سے دینی مدارس میں طلبہ کو اسلحہ کی تربیت دی جاتی ہے۔ اور مذہب کے نام پر تشدد کو فروغ دینے کے لئے کارروائیاں ہوتی ہیں۔

اے پی پی کے مطابق وزیر اعظم کی زیر صدارت اعلیٰ سطحی اجلاس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ ملک میں کسی مدرسے اور ادارے کو بیرونی ممالک سے براہ راست عطیات وصول کرنے کی اجازت نہیں ہوگی بلکہ ایسے عطیات حکومت پاکستان کے توسط سے حاصل کئے جاسکیں گے۔ ملک بھر میں قائم ڈپٹی کمشنر ایسے مدرسوں اور اداروں کے بارے میں معلومات حاصل کریں گے جن میں غیر ملکی طلبہ کے نام درج ہیں۔ اجلاس میں اسلامی نظریاتی کونسل سے کہا گیا کہ دینی مدرسوں کے معیاری نصاب کے لئے سفارشات دی جائیں۔

این این آئی کے مطابق اجلاس کئی گھنٹے جاری رہا۔ وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے چاروں صوبائی حکومتوں کو حکم دیا ہے کہ ملک میں تمام مذہبی مدرسوں کے بارے میں تفصیلی سروے کر کے ایک رپورٹ مرتب کی جائے تاکہ معلوم ہوسکے کہ کس مکتب فکر کے کتنے مدرسے ہیں' اور ان میں سے کون سے اداروں میں طلبہ کو فوجی تربیت دی جارہی ہے اور ان میں سے کتنے مدرسوں میں غیر ملکی طلباء زیر تعلیم ہیں اور ان کا تعلق کون سے ملک سے ہے۔" (روزنامہ جنگ لاہور ۲۳ جنوری ۱۹۹۵ء)

قبل ازیں بعض وزراء صاحبان دینی مدارس اور قرآنی مکاتب کو "ایڈز" پھیلنے کا ذریعہ قرار دے کر انہیں بند کرنے کی دھمکی دے چکے ہیں۔

قارئین کرام کو یاد ہو گا کہ بے نظیر حکومت نے اپنے دور اول کے خاتمہ سے کچھ دن پہلے "شریعت بل" کا ہوا کھڑا کر کے شرعی قوانین کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنانا شروع کر دیا تھا اور حکومت کے ارکان دولت شرعی قوانین کے حق میں دل آزار بیانات داغنے لگے تھے اور یہ احمقانہ سوال اٹھایا جانے لگا تھا کہ آیا پارلیمنٹ بالاتر ہے یا شریعت۔ آیا اس ملک میں شریعت (قانون الٰہی) نظام حکومت پر حاوی ہوگی؟ یا نام نہاد پارلیمنٹ شریعت کو کنٹرول کرے گی؟ اس وقت راقم الحروف نے احباب سے عرض کیا تھا کہ ان بیانات کے ذریعہ حکومت اپنی موت کے پروانے پر دستخط کر رہی ہے۔ چنانچہ یہی ہوا' جس پارلیمنٹ کے تقدس پر فرمودہ خداوندی کو قربان کیا جارہا تھا اور جسے شریعت الٰہی سے بالاتر قرار دینے کی احمقانہ جسارت کی جارہی تھی اسے بیک بینی و دو گوش برخواست کر دیا گیا' یوں حق تعالیٰ کے "بطش شدید" کی چکی میں حکومت اور پارلیمنٹ دونوں پس گئے۔

یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ اب پھر سے "گنجے کو ناخن ملے ہیں" اور بے نظیر حکومت دین کے سرچشموں یعنی دینی مدارس کے درپے ہے اور ان کے خلاف جنگ کا بگل بجا رہی ہے۔ غالباً تاریخ اپنے آپ کو پھر دہرانا چاہتی ہے' اور اس حکومت کے بوریا بستر لپٹنے کا وقت شاید قریب آنے لگا ہے۔ چیونٹی کے پر لگتے ہیں تو یہ اس کی موت کا پیغام ہے اور گیدڑ کی شامت آتی ہے تو آبادی کا رخ کرتا ہے۔

کاش! حکومت کے ارکان دولت سے کوئی گزارش کرتا کہ دین کے ان سرچشموں کو بند کرنا تمہاری حد امکان سے باہر ہے' یہ تمہاری بھول ہے کہ تم دینی مدارس کو بند کر سکو گے' یا ان کو اپنے ڈھب پر چلانے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ نہیں! ہرگز نہیں!! اگر تم نے ایسا عزم کیا تو تم خود ہی بساط اقتدار سے ہٹا دیئے جاؤ گے' ہم ارکان دولت سے محض انہی کی خیر خواہی کے لئے کہنا چاہتے ہیں کہ دینی مدارس کے ان "فقیران خدامست" سے الجھنے کی غلطی نہ کی جائے' ورنہ تم اپنا اقتدار بھی گنوا بیٹھو گے اور ممکن ہے کہ ملک کا بھی بیڑا غرق کر ڈالو۔

ان دینی مدارس کی کردار کشی کر کے تم اپنی قبر کھودنے کی غلطی نہ کرو' اس سے سو بار توبہ کرو' تمہارے لئے لڑائی کے سیاسی میدان اور بہت ہیں' ان مدارس عربیہ کو اپنی خوش فعلیوں کا تختہ مشق بنا کر قہر الٰہی کو دعوت نہ دو۔ یہ دینی مدارس نہ کسی سیاسی جماعت کی "مکتی فوج" ہیں نہ تخریب کاری کے اڈے ہیں' نہ ناجائز اسلحہ کا مال گودام ہیں' نہ فرقہ واریت کا عفریت یہاں پرورش پا رہا ہے' نہیں! بلکہ ہمارے یہ دینی مدارس حق تعالیٰ کے "کارخانہ حفظ دین" کے شعبے ہیں' دین کی حفاظت کا کارخانہ کسی مولوی ملا کے سپرد نہیں کہ تم اس کا مقابلہ کر سکو' اس کارخانہ کا نظام اس پاک ذات نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ جس نے "انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون" کا اعلان فرمایا۔ دینی مدارس کے علماء و طلباء اس کارخانہ خدا کے باوردی ملازم ہیں۔ اگر تم اس کارخانہ خداوندی کے ملازموں سے الجھنے کی کوشش کرو گے تو اندیشہ ہے کہ مالک الملک کی غیرت اور قہر و غضب کا نشانہ بن جاؤ گے اگر اس مالک الملک نے اپنے عذاب کا کوڑا برسایا تو تمہارے لئے جان کی امان بھی مشکل ہو جائے گی۔

دینی مدارس کے سلیبس تیار کرنا تمہارا کام نہیں' یہ ان باخدا علمائے حقانی و علمائے ربانی کا کام ہے جن کی پوری زندگی اس کارخانہ کی پاسبانی و پہرہ داری میں گزری ہے' دینی مدارس کے بارے میں فیصلے کرنا ان لوگوں کے بس کی بات نہیں جو یہ بھی نہیں جانتے کہ دین کیا ہے؟ اور یہ کس کام آتا ہے۔

جو ہاتھ دینی مدارس کی طرف اٹھیں گے قدرت ان ہاتھوں کو توڑ ڈالے گی' اور جو قدم ان کی طرف بڑھیں گے قہر الٰہی کی تلوار ان کو کاٹ ڈالے گی۔ دینی اقدار کی بقا انہی دینی مدارس کے دم قدم سے ہے' انہی کے ذریعے اسلامی تعلیمات زندہ و تابندہ ہیں' انہی کی بدولت اللہ کا نام فضاؤں میں گونج رہا ہے' اور اللہ کے نام ہی کی برکت سے زمین و آسمان قائم ہیں۔ تمہارے گھر آباد ہیں' اور تمہارے ملک اور تمہاری حکومتیں باقی ہیں' ان دینی مدارس کی مخالفت کر کے تم خود اپنی جڑیں کھود رہے ہو اگر ان دینی مدارس کو مٹانے کی کوشش

کرو گے تو سب سے پہلے خود تم ہی کو صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹا دیا جائے گا۔

حزر اے چیرہ دستاں سخت ہیں فطرت کی تعزیریں

حکومت نے دینی مدارس کے خلاف جو محاذ جنگ کھول رکھا ہے اہل علم اور اہل دین کا فرض تھا کہ اس میدان میں حکومت کی ایسی مزاحمت کرتے کہ حکومت کے لئے راہ فرار مسدود ہو جاتی' اللہ تعالیٰ ان حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے اس بارے میں سرد مہری اور بے حسی کا مظاہرہ نہیں کیا' بلکہ علمائے کرام کے تمام مکاتب فکر نے حکومت کی جارحیت کا شدید نوٹس لیا ہے۔

جناب راشد گلزار سلفی' اسلام آباد

ثقافت کے نام پر بے حیائی کا فروغ

۷ سے ۱۵ اکتوبر تک اسلام آباد میں "اسلامی ثقافتی میلہ" کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں پاکستان سمیت دنیا کے ۷۵ ممالک نے شرکت کی۔ جن میں وسط ایشیا کی نو آزاد مسلم ریاستیں اور دیگر اسلامی ممالک بھی شامل ہیں۔ گو اس میلے کا نام اسلامی ثقافتی میلہ رکھا گیا ہے لیکن جس طرح اسلام کا نام لے کر اسلامی اقدار کا مذاق اڑایا گیا وہ انتہائی شرمناک اور قابل مذمت ہے۔ اس میلے میں ملک بھر سے نامور گویئے' ڈانسرز اور میوزیکل گروپ اکٹھے کئے گئے تھے۔ جو جگہ جگہ بھنگڑو ڈالتے اور ناچتے گاتے پھر رہے تھے اور ستم بالائے ستم یہ کہ ان قبیح حرکات کو اسلامی ثقافت کا نام دیا گیا۔ میلے میں شریک خواتین کے لباس انتہائی شرمناک تھے۔ یہ لکھتے وقت قلم کا تقدس بھی پامال ہو رہا ہے کہ نام نہاد مسلمان خواتین "دریدہ لباس" تھیں۔ افسوس کہ جس عورت کو اسلام نے عزت و تکریم سے نوازا۔ جسے ماں' بہن' بیٹی اور بیوی کی حیثیت سے انتہائی بلند مقام دیا۔ آج وہی عورت "آزادی نسواں" کے نام پر اسلامی تعلیمات کا سرعام مذاق اڑاتی ہے۔

افسوس ہے ان بھائیوں پر' والدین پر' شوہروں پر جو اپنی بہنوں' بیٹیوں اور بیویوں کو اس شرمناک حالت میں ساتھ لے کر میلے ٹھیلوں کی زینت بناتے ہیں۔ جس چادر اور چار دیواری کا درس اسلام نے دیا تھا۔ آج مسلمان خواتین اس کی پامالی کا سامان فراہم کر رہی ہیں۔

موجودہ حکومت جب سے برسراقتدار آئی ہے۔ اس وقت سے اب تک اسلام آباد کی بدقسمتی عروج پر ہے۔ اس سے قبل ۱۴ اگست اور ۶ ستمبر کو ثقافت کے نام پر بے حیائی کا بازار گرم کیا گیا اور وہ روح فرسا پروگرام منعقد کئے گئے کہ اسلامی مملکت میں اس کا تصور ناممکن ہے۔ ۶ ستمبر کو راول جھیل کے کنارے ہونے والے پروگرام میں لوڈ شیڈنگ ہو گئی۔ پھر کیا تھا منچلے نوجوانوں کے "وارے نیارے" ہو گئے۔ اخبارات نے لکھا کہ بہت سی نوجوان لڑکیاں لاپتہ ہو گئیں؟؟ اور خواتین کے ساتھ بدتمیزی کی گئی۔ حکومت بتائے یہ کون سی ثقافت ہے؟ مغربی تہذیب و ثقافت میں پروردہ وزیراعظم کے دور میں شیطانی میلے کو اسلامی ثقافتی میلے کا نام دے کر اسلامی تعلیمات کی دھجیاں اڑائی گئیں۔ جب بھانڈ لوگ جگہ جگہ ناچ گا رہے تھے تو لاؤڈ اسپیکروں سے بار بار اسلامی ثقافت کا اعلان کیا جاتا تھا۔ میلہ دیکھنے کے بعد یہ تصور بھی ناممکن تھا کہ یہ اسلامی ملک کی ثقافت ہے۔ ستم بالائے ستم کہ نسوانی حکومت نے اعلان کیا ہے کہ "اسلام آباد ڈے" منانے کے لئے زبردست انتظامات کئے جائیں گے اور ملک بھر سے میوزیکل گروپوں اور ڈانسرز کو بلوایا جائے گا۔ علاوہ ازیں آتش بازی کا شاندار مظاہرہ کیا جائے گا۔

بتائیے! یہ کون سا اسلام ہے؟ جس کا پرچار محترمہ کر رہی ہیں۔ اوپر سے سماجی بہبود اور خصوصی تعلیم کے وفاقی وزیر ڈاکٹر شیر افگن نے کہا ہے کہ "ثقافتی میلے کی سرگرمیاں زندہ قوم ہونے کا ثبوت ہیں۔ مذہبی جماعتوں کا رد عمل بلاجواز ہے۔"

انہوں نے مزید ہرزہ سرائی کرتے ہوئے کہا کہ "عوام نے ہمیشہ مذہبی جماعتوں کو مسترد کیا ہے۔ اس لئے یہ جماعتیں غیر جمہوری حکومت کو پسند کرتی ہیں۔" انہوں نے کہا کہ "ملک میں جب بھی پیپلز پارٹی کی حکومت آئی ہے تو علماء کو اسلام یاد آجاتا ہے اور ضیاء کے گیارہ سالہ دور میں اسلام یاد نہیں آیا۔" وفاقی وزیر کا بیان پڑھیں اور غور کریں کہ ان لوگوں کو اسلامی تعلیمات سے کتنی محبت ہے؟ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے وفاقی وزیر اپنی یادداشت سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ ہم عرض کئے دیتے ہیں کہ جب جمہوریت کی دعویدار وزیراعظم یورپ میں سیرو تفریح میں مصروف تھیں۔ جب ان کے حواری ملک میں بھیگی بلی بنے بیٹھے تھے تو اس وقت اہلحدیث کے قائد علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید آمریت کو للکار رہے تھے۔

وفاقی وزیر کا یہ بیان کوئی انہونی بات نہیں اس سے قبل بھی وفاقی وزیر قانون اقبال حیدر ایسے قبیح بیانات دے کر اپنی عزت میں اضافہ کروا چکے ہیں اور خود بے نظیر صاحبہ کھلم کھلا اسلامی ضابطوں کا مذاق اڑا چکی ہیں۔ ہم ان اسلام دشمن حکمرانوں سے بھلائی کی توقع کیسے رکھ سکتے ہیں؟ ہم تو صرف اتنا عرض کریں گے کہ خدارا ان میلے ٹھیلوں کو اسلام کا نام نہ دیا جائے۔ بے حیائی کے پروگراموں کو اسلامی ثقافت نہ کہا جائے ع

ہماری سادگی دیکھ کیا مانگتے ہیں

اس قوم کو میلوں میں نہ لگایا جائے۔ حکومت چاہتی ہے کہ وہ نوجوان نسل کو فحاشی میں الجھا کر ان کا کردار مسخ کر دے اور ایسا ثقافتی معاشرہ تشکیل دیا جائے کہ قوم مفلوج ہو کر رہ جائے۔ لیکن عاقبت نااندیش حکمران نہیں جانتے کہ ان کے آقاؤں کی تہذیب و ثقافت اس ملک میں پروان نہیں چڑھ سکتی۔ حکومت ایسے فحش پروگرام منعقد کروا کر عذاب الٰہی کو دعوت نہ دے اور قوم کو ثقافت کے نام پر بے حیائی کے طاعون میں مبتلا نہ کرے۔ ورنہ اللہ کی گرفت بہت سخت ہے۔ افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ بے حیائی کی یہی روش پی ٹی وی نے اختیار کر رکھی ہے۔ مقبوضہ کشمیر کے رہنما سید علی گیلانی نے اپنے ایک اخباری بیان میں کہا ہے کہ مقبوضہ وادی میں اب لوگوں نے پاکستان ٹیلی ویژن دیکھنا بند کر دیا ہے کیونکہ ان کا خیال ہے کہ پی ٹی وی انڈین ٹی وی دوردرشن سے زیادہ فحش پروگرام نشر کرتا ہے۔ حکومت کے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہے۔ ایک طرف پورے مقبوضہ کشمیر میں بھارت کی درندہ افواج نے مظالم کی انتہا کر رکھی ہے۔ ہر روز نوجوان خواتین کی آبروریزی کی جاتی ہے اور دوسری طرف حکومت ثقافت کے نام پر فحاشی کے میلوں کا اہتمام کر کے ان کی سرپرستی کرتی ہے۔

پھر وسط ایشیا کی نو آزاد مسلم ریاستوں کی طوائفیں "زنانہ "نیشنل سینما" میں رقص و سرود کی محفلیں برپا کرتی ہیں۔ جن کی براہ راست سرپرستی حکومت کرتی ہے۔ حکومت بتائے حکومت کے حواری ملاں بتائیں کہ یہ کون سے اسلام کی تعلیمات ہیں۔ اگر بے نظیر اور اس کے حواری اسے ہی اسلام سمجھتے ہیں تو اس ملک میں ان کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ ہمیں ایسی ثقافت نہیں چاہئے۔ آج بتائیں وہ علماء کرام جنہوں نے امت مسلمہ کی نشاۃ ثانیہ کا کردار ادا کرنا ہے کہ ان بے حیائی کے پروگراموں کو کون روکے گا؟

باقی ص ۲۷ پر

سالانہ رد قادیانیت کورس ربوہ شرکاء' نتیجہ' رپورٹ وجائزہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام امسال جامع مسجد و مدرسہ ختم نبوت مسلم کالونی ربوہ میں سالانہ پندرہ روزہ رد قادیانیت کورس کا اہتمام کیا گیا۔ پندرہ شعبان کو تعلیم شروع ہوئی۔ ۲۷ کو امتحانات ہوئے۔ ۲۸ شعبان کو نتیجہ کا اعلان کیا گیا۔ کورس پڑھانے کے لئے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی' حضرت مولانا محمد امین صفدر' حضرت مولانا بشیر احمد الحسینی' مولانا اللہ وسایا' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' حضرت مولانا عبداللطیف مسعود' حضرت مولانا زاہد الراشدی' محمد متین خالد' الحاج اشتیاق حسین تشریف لائے۔ یومیہ آٹھ گھنٹے تعلیم ہوتی تھی۔ عشاء کے بعد کورس میں شریک حضرات کی تقریریں بھی کرائی جاتی تھیں۔ صبح و شام ورزش کا بھی انتظام تھا۔ امسال کورس میں دیوبندی' بریلوی' اہل حدیث مکاتب فکر کے ساتھی جمع تھے۔ یونیورسٹی' اسکولز و کالجز اور دینی مدارس و جامعات کے رفقاء کا بہترین امتزاج یہ کورس تھا۔ پرائیویٹ و سرکاری ملازمین' حاضر ملازمت و ریٹائرڈ' تاجر و علماء' مدرسین و مہتمم' خطباء و طلباء' سندھ' سرحد' بلوچستان' پنجاب' آزاد کشمیر سے کورس میں گلہائے رنگا رنگ جمع ہو کر حسین گلدستہ کی شکل اختیار کر گئے تھے۔ درمیان میں ایک دن حضرت الامیر خواجہ خان محمد صاحب کلاس کے معائنہ کے لئے تشریف لائے اور بھرپور دعاؤں سے نوازا۔ کورس میں ایک سو چھبیس رفقاء نے داخلہ لیا۔ تین ساتھی کثرت غیر حاضری کے باعث خارج کر دیئے گئے۔ تین امتحان میں شرکت نہ کر سکے۔ کل ایک سو بیس ساتھیوں نے امتحان میں حصہ لیا۔ تین ساتھی کامیاب نہ ہو سکے۔ باقی سب نے کامیابی حاصل کی۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے قاضی احسان احمد سو نمبروں میں سے ۹۳ نمبر لے کر اول رہے۔ محمد صدیق شاہ صاحب ساہیوال سرگودھا کے دوم اور جناب واجد علی ہاشمی ربوہ سے سوم رہے۔

۲۸ شعبان کو نتائج کا اعلان کیا گیا۔ اول' دوم' سوم آنے والوں کو انعام دیئے گئے۔ شرکاء کورس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی منتخب کتب کا ایک ایک سیٹ تقسیم کیا (جو پانچ صد روپے کی مالیت کا تھا)۔ اختتامی تقریب میں مہمان خصوصی حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید صاحب مہتمم جامعہ باب الاسلام کروڑ پکا حضرت شیخ الحدیث مولانا نذیر احمد صاحب مہتمم جامعہ امدادیہ فیصل آباد تھے۔ حضرت مولانا نذیر احمد صاحب نے وجد آفریں علوم و معارف پر مشتمل جامع بیان فرما کر سامعین کے ایمانوں کو جلا بخشی۔ حضرت مولانا عبدالمجید صاحب نے ایمان پرور دعاؤں سے حاضرین کو فیض یاب کیا۔ دونوں بزرگوں نے تمام شرکاء کورس کو کتابوں کے سیٹ اور قرآن مجید اپنے مبارک ہاتھوں سے تقسیم فرمائے۔ چنیوٹ' ربوہ' احمد نگر' لالیاں سے علماء و دیگر احباب اختتامی تقریب میں شرکت کے لئے تشریف لائے۔ ربوہ کے تعلیمی اداروں کے مسلمان اساتذہ و طلباء نے بھی شرکت کی۔ وادی عزیز شریف کے سجادہ نشین کی نمائندگی ان کے صاحبزادہ صاحب نے فرمائی۔ اختتامی تقریب میں شریک رفقاء کی کثرت اور خوشی و انبساط کی کیفیات نے عید کا سماں پیدا کر دیا تھا۔ سوا بارہ بجے یہ تقریب اختتام کو پہنچی۔ اس کورس کے بحمدہ تعالیٰ بہت ہی مبارک اثرات مرتب ہوں گے۔ کھانے اور نماز کے بعد حضرت مولانا احمد یار صاحب امیر مجلس وہاڑی' حضرت مولانا محمد یوسف امیر مجلس نواں جنڈانوالہ' مولانا عبداللطیف مسعود ڈسکہ' مولانا فقیر اللہ مبلغ گوجرانوالہ' مولانا غلام حسین مبلغ جھنگ' مولانا غلام مصطفیٰ مبلغ انچارج ربوہ' جناب ساجد اعوان ایبٹ آباد انچارج کلاس' نگران اعلیٰ جناب عثمان شاہد ایڈووکیٹ' نگران رانا محمد طفیل جاوید' جناب قاری عبدالواحد صاحب مدرس مدرسہ ختم نبوت ربوہ' طلباء اور مسلم کالونی کے مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد نے ملک بھر سے آئے ہوئے مہمانان رسول مقبول ﷺ کو چشم پرنم اور دھڑکتے ہوئے دلوں سے رخصت کیا۔ کورس میں داخلہ لینے والے حضرات کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

۱۔ حافظ احمد عثمان شاہد' ملتان۔
۲۔ رانا محمد طفیل جاوید' ملتان۔
۳۔ مولانا فقیر اللہ اختر' گوجرانوالہ۔
۴۔ مولانا عبدالعزیز' خانیوال۔
۵۔ مولانا عبدالستار' احمد پور شرقیہ۔
۶۔ رشید احمد زاہد' مانسہرہ۔
۷۔ محمد عاصم' لاہور۔
۸۔ سعید الرحمٰن' لاہور۔
۹۔ عبدالشکور' ڈیرہ غازی خان۔
۱۰۔ محمد نواز' جڑانوالہ۔
۱۱۔ عاصم رشید' جڑانوالہ۔
۱۲۔ عبدالکریم' خوشاب۔
۱۳۔ ایاز حسین' نوشہرہ۔
۱۴۔ محمد موسیٰ' ہڑپہ ساہیوال۔
۱۵۔ محمد فاروق' جھنگ۔
۱۶۔ عبدالرؤف روفی' مانسہرہ۔
۱۷۔ ساجد اعوان' ایبٹ آباد۔
۱۸۔ ظفر محمود' رحیم یار خان۔
۱۹۔ مولانا معین اللہ' لکی مروت۔
۲۰۔ عبدالماجد' مانسہرہ۔
۲۱۔ محمد یوسف' مانسہرہ۔
۲۲۔ خلیل الرحمٰن ناز' مانسہرہ۔
۲۳۔ محمد لطیف سرور' فیصل آباد۔
۲۴۔ محمد افضل' شیخوپورہ۔
۲۵۔ مولانا رحمت شاہ' پشاور۔
۲۶۔ مولانا محمد اسلم' پشاور۔
۲۷۔ حافظ محمد عمر طارق' بھلوال سرگودھا۔
۲۸۔ حافظ عبدالوارث' فیصل آباد۔
۲۹۔ سیف الرحمٰن' شیخوپورہ۔
۳۰۔ عرفان علی' شیخوپورہ۔
۳۱۔ فیاض لطیف' آزاد کشمیر۔
۳۲۔ عبدالقدوس' آزاد کشمیر۔
۳۳۔ زاہد محمود' شکر گڑھ نارووال۔
۳۴۔ مرزا امجد پرویز' گوجرانوالہ۔
۳۵۔ مولانا محمد سلیمان' خوشاب۔
۳۶۔ محمد زبیر' سرگودھا۔
۳۷۔ محمد انضال' جھنگ۔
۳۸۔ آکرام ربانی' سرگودھا۔
۳۹۔ محمد ادریس' چنیوٹ جھنگ۔
۴۰۔ مولانا عبدالرشید اصغر' قصور۔
۴۱۔ ذوالفقار حسین شاہ' ضلع مانسہرہ۔
۴۲۔ محمد ارشد' سرگودھا۔
۴۳۔ سردار علی' سرگودھا۔
۴۴۔ آکرام الحق' سرگودھا۔
۴۵۔ عبدالرحمٰن' جھنگ۔
۴۶۔ حافظ غلام علی' چنیوٹ۔
۴۷۔ عبدالستار' میانوالی۔
۴۸۔ عبدالرزاق' فیصل آباد۔
۴۹۔ محمد اکرم' بہاولپور۔
۵۰۔ محمد عمر چاریاری' جھنگ۔
۵۱۔ محمد صدیق شاہ' سرگودھا (دوم)۔
۵۲۔ محمد رفیق' بھکر۔
۵۳۔ انعام ربانی' سرگودھا۔
۵۴۔ محمد عثمان' سرگودھا۔
۵۵۔ عبدالستار خوشابی' خوشاب۔
۵۶۔ عمر فاروق' جہلم۔
۵۷۔ رضوان محمد' ربوہ جھنگ۔
۵۸۔ محمد ریاض' چنیوٹ جھنگ۔
۵۹۔ قاری عبدالواحد مخدوم' جھنگ
۶۰۔ عبداللطیف' رحیم یار خان۔
۶۱۔ محمد ذاکر مخدوم' جھنگ۔
۶۲۔ حافظ محمد یوسف' مظفر گڑھ۔
۶۳۔ محمد جان' لاڑکانہ۔
۶۴۔ عبدالکریم' ڈیرہ غازی خان۔
۶۵۔ محمد یونس علی' کراچی شہر۔
۶۶۔ قاضی عقیل حسنین' سرگودھا۔
۶۷۔ جان محمد چنہ' لاڑکانہ۔
۶۸۔ عبدالقدیر لنڈ' خیرپور میرس
۶۹۔ فقیر اقبال سومرو' لاڑکانہ۔
۷۰۔ محمد زبیر فاروق' مظفر گڑھ۔
۷۱۔ صنوبر خان' سرگودھا۔
۷۲۔ محمد افضل' جھنگ۔
۷۳۔ مولانا احمد یار' وہاڑی۔
۷۴۔ ملک محمد حیات' جھنگ۔
۷۵۔ صفدر راحمد' شیخوپورہ۔
۷۶۔ طاہر اختر' شیخوپورہ۔
۷۷۔ محمد ثاقب' شیخوپورہ۔
۷۸۔ مولانا عبدالواحد' جھنگ۔
۷۹۔ صابر علی' فیصل آباد۔
۸۰۔ مولانا محمد یوسف' جنڈانوالہ۔
۸۱۔ مولانا احسان الحق' جنڈانوالہ۔
۸۲۔ قاری فتح محمد' جنڈانوالہ۔
۸۳۔ قاری محمد اختر' جنڈانوالہ۔
۸۴۔ محمد نواز' قادر آباد۔

۸۵۔ عبدالرحمن نسیم' ٹوبہ ٹیک سنگھ۔
۸۶۔ محمد شفیق ناصر' ٹوبہ ٹیک سنگھ۔
۸۷۔ زبیر الحسن نقوی' فیصل آباد۔
۸۸۔ شمشاد حسین' سرگودھا۔
۸۹۔ خالد محمود نوری' بنگلہ دیش۔
۹۰۔ مزمل احمد' جھنگ۔
۹۱۔ مشتاق احمد معاویہ' اوکاڑہ۔
۹۲۔ محمد حنیف ساجد' اوکاڑہ۔
۹۳۔ قاضی فخراللہ خان معاویہ' قصور۔
۹۴۔ عبدالرزاق' لودھراں۔
۹۵۔ عمر فاروق' لودھراں۔
۹۶۔ مولانا ضیاء الدین' ژوب۔
۹۷۔ ملک محمد ساجد محمود ارشد' تلہ گنگ۔
۹۸۔ واجد علی ہاشمی' جھنگ (سوم)۔
۹۹۔ سید فیض الحسن شاہ' جھنگ۔
۱۰۰۔ عبدالقادر' جیکب آباد۔
۱۰۱۔ محمد آصف' اوکاڑہ۔
۱۰۲۔ محمد علی' اوکاڑہ۔
۱۰۳۔ محمد شمعون بٹ' سرگودھا۔
۱۰۴۔ محمد منصور' گوجرانوالہ۔
۱۰۵۔ قاضی احسان احمد' ٹوبہ ٹیک سنگھ (اول)۔
۱۰۶۔ عبدالرحمن منور' سرگودھا۔
۱۰۷۔ شہاب الدین' اسلام آباد۔
۱۰۸۔ محمد حفیظ' لودھراں۔
۱۰۹۔ ثناء الرحمن' ملتان۔
۱۱۰۔ محمد یوسف' جھنگ۔
۱۱۱۔ محمد طارق' چیچہ وطنی۔
۱۱۲۔ شوکت علی' جھنگ۔
۱۱۳۔ محمد اشرف ربانی' شیخوپورہ۔
۱۱۴۔ عبدالمنان اشرفی' احمد پور شرقیہ۔
۱۱۵۔ عبدالشکور عابد' ساہیوال۔
۱۱۶۔ خان محمد' گوجرانوالہ۔
۱۱۷۔ شمس الحق' رحیم یار خان۔
۱۱۸۔ عبدالستار ربانی' وہاڑی میلسی۔
۱۱۹۔ سیف الرحمن' جھنگ۔
۱۲۰۔ آفتاب احمد' سرگودھا۔
۱۲۱۔ مولوی عبدالرحمن' جھنگ۔
۱۲۲۔ مولانا محمد راشد' حیدر آباد۔
۱۲۳۔ محمد موسیٰ' نارووال۔
۱۲۴۔ قاری اللہ داد' لاہور۔
۱۲۵۔ عدنان خان' مانسہرہ۔

مرزائیوں کے جلسہ پر پابندی کا خیر مقدم ربوہ سے جنگ اور نوائے وقت کے نامہ نگار کے خلاف کارروائی کا مطالبہ

لاہور (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں حاجی بلند اختر نظامی' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' حاجی طارق سعید خان' مولانا محمد احمد مجاہد' مولانا امین مسعود ہاشمی نے ایک مشترکہ اخباری بیان میں پنجاب گورنمنٹ کے مرزائیوں کے جلسہ کے سلسلہ میں وضاحت کا خیر مقدم کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ اگر پنجاب گورنمنٹ اپنے اس اعلان میں سچی ہے تو اسے روزنامہ جنگ اور نوائے وقت کے ربوہ کے نمائندگان جنہوں نے یہ خبر لگا کر کروڑوں پاکستانی مسلمانوں کے دینی جذبات و احساسات کو مجروح کرنے کی کوشش کی' کے خلاف قانونی کارروائی کرکے مسلمانان پاکستان میں پائی جانے والی تشویش کا ازالہ کرے۔ بصورت دیگر مسلمانان پاکستان یہ سمجھنے پر مجبور ہوں گے کہ گورنمنٹ آف پنجاب کا بیان منافقت پر مبنی ہے۔ نیز انہوں نے اس بات کا اعادہ کیا کہ اگر قادیانیوں کو جلسہ کرنے کی اجازت دی گئی تو جانوں کا نذرانہ پیش کرکے کسی قیمت پر قادیانیوں کو جلسہ نہیں کرنے دیا جائے گا۔

مرزائیوں کو جلسہ کی اجازت دی گئی تو حکومت کا بستر بوریہ گول کردیں گے' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا اعلان

لاہور۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنماؤں مولانا خان محمد کندیاں شریف' مولانا محمد یوسف لدھیانوی' مولانا عزیز الرحمن جالندھری' مولانا اللہ وسایا' صاحبزادہ طارق محمود' حاجی بلند اختر نظامی اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ایک اخباری بیان میں وفاقی حکومت کی طرف سے مرزائیوں کو ربوہ میں جلسہ کی اجازت کی پرزور مذمت کرتے ہوئے کہا کہ حکومت مسلمانان پاکستان کی قوت ایمانی کا امتحان نہ لے۔ مسلمانان پاکستان مرزائیوں کے خلاف اسلام اور آئین پاکستان کے منافی سرگرمیوں کو کسی صورت میں برداشت نہیں کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ مرزائیوں کے اجتماعات پر پابندی آٹھویں ترمیم کا حصہ ہونے کی وجہ سے آئینی و قانونی ہے۔ اس کے حق میں ہائی کورٹوں اور سپریم کورٹ پاکستان کے کئی ایک فیصلے آچکے ہیں۔ اس کے باوجود حکومت انہیں اجازت دیتی ہے تو عشق رسالت سے سرشار اور ناموس رسالت کے پاسبان حکومت کا بستر بوریا گول کردیں گے۔ نیز انہوں نے حکومت کو متنبہ کیا کہ اگر مرزائیوں کو جلسہ کرنے کی اجازت دی گئی تو ربوہ کو جانے والے تمام راستے بلاک کردیئے جائیں گے اور عظیم الشان ختم نبوت یوتھ ریلی منعقد کی جائے گی۔

●●

قادیانیوں کے جلسہ کی اجازت منسوخ کی جائے

جو قادیانی گروہ کے حق میں نرم گوشہ رکھتا ہے یا رکھے گا وہ منکرین ختم نبوت ہی میں شمار ہوگا

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسٹیل ٹاؤن کے سرپرست اعلیٰ و المصطفیٰ جامع مسجد اسٹیل ٹاؤن کے خطیب اعلیٰ حضرت مولانا سید حافظ محمد صادق شاہ صاحب نے ماہ رمضان المبارک کے پہلے جمعۃ المبارک ۳ر فروری سنہ ۱۹۹۵ء کو جمعۃ المبارک کے اجتماع میں فضائل رمضان المبارک کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت مرحومہ کو نعمت عظمیٰ عطا فرمائیں ہیں (۱) قرآن پاک (۲) محمد مصطفیٰ ﷺ جیسے آخر الزمان رسول ﷺ اور رمضان المبارک نماز حج بیت اللہ شریف یہ سب حضرت محمد رسول ﷺ کی ختم نبوت کی بدولت عطاء و نصیب فرمائی ہیں انہوں نے کہا کہ جو لوگ یا گروہ جو کہ خاص کر قادیانی مرتد گروہ ہے حضور اکرم ﷺ کو آخری نبی رسول ﷺ نہیں مانتے اور آپ ﷺ کے بعد مرزا قادیانی کو نبی مانتے ہیں انکا ان نعماء عظمیٰ سے کوئی تعلق نہیں منکرین ختم نبوت ان نعمتوں سے محروم بھی ہے اور بد بخت بھی ہیں جناب شاہ صاحب نے فرمایا کہ آج جو مسلمان ہیں وہ سب مانتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی و آخری نبی ہیں اور یہی اعتقاد و یقین ایمان کی اساس ہے اسکے بغیر کوئی مسلمان نہیں ہو سکتا انہوں نے کہا کہ آج صدر مملکت صاحب بھی مانتے ہیں اور وزیر اعظم صاحب بھی مانتی ہیں تمام وزراء و اراکین اسمبلی جو مسلمان ہیں سب مانتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی و آخری نبی رسول ﷺ ہیں لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ پھر مرتد کافر زندیق گروہ قادیانیوں کو ربوہ میں اجتماع ارتداد کی اجازت دے دی ہے جس کو مسلمانوں اور ختم نبوت کے پروانوں نے ایک عرصہ سے حکومت پاکستان سے پابندی عائد کرائی ہوئی تھی تو جناب سید محمد صادق شاہ صاحب نے کہا کہ علماء امت مسلمہ کا متفقہ یہ فتویٰ و عقیدہ ہے کہ جو بھی منکرین ختم نبوت یعنی قادیانی گروہ کے حق میں نرم گوشہ رکھتا ہے یا رکھے گا وہ منکرین ختم نبوت ہی میں شمار ہوگا۔

انہوں نے کہا حضور اکرم ﷺ کے دشمنوں کے ساتھ نرم گوشہ رکھ کر خدا تعالیٰ کے عذاب کو دعوت مت دو ورنہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کی بے آواز لاٹھی برسی تو پھر انشاء اللہ تم دنیا کے لئے عبرت کا نمونہ بن جاؤ گے اور پھر تمہارا کوئی پرسان حال نہ ہوگا لہٰذا اللہ تعالیٰ سے اس ماہ مبارک میں معافی مانگ کر اسکے آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ سچی محبت رکھنے اور آپ ﷺ کے حقیقی دشمنوں قادیانیوں سے دلی نفرت کا عہد کرلو تاکہ یہ ماہ مبارک ہم سب کے لئے باعث رحمت و مغفرت و خلاصی جہنم و درجات بلندی کا ذریعہ بن جائے آخر میں جناب شاہ صاحب نے تمام مسلمانوں اور بالخصوص اہلیان اسٹیل ملز سے اپیل کی ہے کہ اس وقت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی ذمہ داریاں بہت بڑھ گئی ہیں لہٰذا اپنی زکوٰۃ و صدقۃ الفطر و دیگر عطیات خصوصی طور پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دے کر ان کے وسائل کو مضبوط کریں اور فتنہ قادیانیت کو مٹانے کے لئے معاون بن کر آنحضور ﷺ کے سچے امتی بننے کا حق ادا کریں۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ

نصرتِ الٰہی کی شرائط

"یہ تقریر انجمن نصرۃ اسلام ہال میں ۱۷ نومبر ۱۹۸۱ء بروز چہار شنبہ ۴ بجے سہ پہر کو کی گئی' جہاں مقرر کے اعزاز اور وداع کی تقریب میں ایک عظیم جلسہ ہوا' جس میں سری نگر اور اطراف کے علماء و اہل علم و فکر خاصی تعداد میں شریک تھے۔"

حمد و صلوٰۃ و خطبہ مسنونہ کے بعد!

جناب صدر انجمن و صدر اجلاس' علمائے کرام' معززین شہر اور برادران عزیز! آج ایک ہفتہ کے قیام سری نگر کا اختتام اس جلسہ پر ہو رہا ہے' میں سمجھتا ہوں کہ یہ محض اتفاق نہیں' حسن اتفاق ہے' میں دنیا کے بیشتر مشہور ممالک میں جا چکا ہوں' لیکن ایسا بد قسمت مسافر ہوں' جس پر اقبال کا یہ مصرعہ صادق آتا ہے۔

تسکین مسافر نہ سفر میں نہ حضر میں

میں اسلامی ممالک میں جہاں جہاں گیا وہاں سے بجائے مسرتیں لے کر اور مطمئن ہو کر آنے کے فکر لے کر آیا' میرے نصیب میں یہی ہے' معلوم نہیں یہ میری بڑھی ہوئی ذکاوت حس کی بناء پر ہے' یا اس لئے کہ جہاں جاتا ہوں' وہاں اپنا تاریخی مطالعہ فراموش نہیں کر پاتا' جو واقعات تاریخ اسلام میں پیش آئے' وہ میری آنکھوں کے سامنے رہتے ہیں' اور ان سے جو نتائج نکالے جا سکتے ہیں' میرا دماغ ان سے آزاد نہیں ہونے پاتا' خود قرآن مجید نے اس کی مذمت کی ہے کہ آدمی آنکھوں سے سب کچھ دیکھے' لیکن کسی چیز سے سبق نہ لے۔

و کاین من ایۃ فی السموات والارض یمرون علیھا و ھم عنھا معرضون۔ (یوسف : ۱۰۵)

"کتنی نشانیاں زمین و آسمان میں ایسی ہیں جن پر سے لوگ منہ پھیر کر چلے جاتے ہیں' اور کچھ سبق نہیں لیتے۔"

میں اپنے کو بہت خوش نصیب سمجھتا' اگر آپ کو پیام تہنیت دے جاتا' اور آپ کے اطمینان و سکون میں کچھ اضافہ کرتا' خدا نے آپ کو جو حسین سرزمین عطا فرمائی ہے جن نعمتوں کی بارش کی ہے' جو قدرتی مناظر آپ کو یہاں عطا کئے ہیں' بڑی خوشی کی بات ہوتی اگر میں آپ سے کہتا کہ آپ کو یہ سب مبارک ہو آپ مطمئن رہیں' کوئی فکر کی بات نہیں ہے۔

لیکن ایسا نہیں ہے' اور اس کا بڑا سبب میرا قرآن مجید کا ٹوٹا پھوٹا مطالعہ ہے' میں نے قرآن مجید کو اس نظر سے پڑھا کہ وہ ایک زندہ کتاب اور ایک بولتا ہوا مرقع یا آئینہ ہے جس میں افراد بھی اپنے اپنے چہرے دیکھ سکتے ہیں' قومیں بھی اپنی صورتیں دیکھ سکتی ہیں' اور قوموں' سلطنتوں' تمدنوں کی ترقیات و عروج کے انجام بھی اس کتاب میں دیکھے جا سکتے ہیں' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لقد انزلنا الیکم کتابا فیہ ذکرکم افلا تعقلون۔ (الانبیاء : ۱۰)

"ہم نے تمہاری طرف ایک ایسی کتاب نازل کی جس میں تمہارا تذکرہ موجود ہے تم اس پر غور نہیں کرتے۔"

"ذکرکم" کے معنی اور بھی مفسرین نے کئے ہیں' شرفکم' عزکم' لیکن اس کے متبادل معنی یہی ہیں کہ اس میں تمہارا تذکرہ ہے---- فیہ ذکرکم --------تو قرآن مجید میں عمل' اور جزائے عمل کا بیان' اور اللہ تعالیٰ کا قانون مکافات پورا پورا موجود ہے' اس نے صاف صاف کہہ دیا ہے۔

لیس بامانیکم ولا امانی اھل الکتب' من یعمل سوء یجزبہ۔ (النساء : ۱۲۳)

"نہ تمہاری امیدوں پر مدار ہے' اور نہ اہل کتاب کی امیدوں پر جو کوئی برا کام کرے گا اس کی سزا پائے گا۔"

مسلمانو! نہ تم پر کچھ منحصر ہے' اور نہ اہل کتاب پر (جن کو بڑے بڑے دعوے ہیں) ہمارا قانون بے لاگ ہے' قانون الٰہی یہ ہے کہ من یعمل سوء یجزبہ جو کوئی برائی کرے گا اس کو بدلہ ملے گا' کمزوری کا' کوتاہی کا' غفلت کا' غداری اور بے وفائی کا' انتشار کا' اختلاف کا' بے عملی کا' دولت پرستی کا' اقتدار پرستی کا' سب کا خدا کے یہاں ایک نتیجہ' ایک جزا ہے' جس میں کوئی استثناء' رو رعایت' جانب داری نہیں' یہ مضمون قرآن مجید میں کہیں صراحتہ" اور کہیں کنایتہ" بیان کیا گیا ہے' اس میں قوموں کے' سلطنتوں کے' بڑے بڑے جباروں کے تذکرے بھی ہیں' اور کمزوروں کے ذکر بھی ہیں' اس میں یہ آیت بھی موجود ہے۔

و اورثنا القوم الذین کانوا یستضعفون مشارق الارض و مغاربھا التی بارکنا فیھا' و تمت کلمت ربک الحسنی علی بنی اسرائیل' بما صبروا' و دمرنا ما کان یصنع فرعون و قومہ وما کانوا یعرشون۔ (الاعراف : ۱۳۷)

"اور جو لوگ کمزور سمجھے جاتے تھے ان کو زمین (شام) کے مشرق و مغرب کا جس میں ہم نے برکت دی تھی وارث کر دیا' اور بنی اسرائیل کے بارے میں ان کے صبر کی وجہ سے تمہارے پروردگار کا وعدہ نیک پورا ہوا اور فرعون اور قوم فرعون جو (محل) بناتے اور (انگور کے باغ) جو چھتریوں پر چڑھاتے تھے سب کو ہم نے تباہ کر دیا۔"

اور اس طریقہ سے دوسری جگہ فرمایا گیا ہے۔

و نرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض و نجعلھم ائمۃ و نجعلھم الوارثین ○ و نمکن لھم فی الارض و نری فرعون و ھامان و جنودھما منھم ما کانوا یحذرون ○
(القصص : ۵)

"اور ہم چاہتے تھے کہ ان پر احسان کریں جو ملک میں کمزور کئے گئے تھے' اور انہیں سردار بنا دیں' اور انہیں وارث کریں' اور انہیں ملک پر قابض کریں' اور فرعون اور ہامان اور ان کے لشکروں کو وہ چیز دکھا دیں جس کا ان کو خطرہ تھا۔"

اس طرح قرآن مجید قوموں' تاریخی ادوار' مختلف مراحل حیات' اور مختلف زندگیوں کے انواع و اقسام کا ایک بولتا ہوا مرقع اور چمکتا ہوا صاف و شفاف آئینہ ہے' جس کا جی چاہے فرد ہو یا قوم' جماعت ہو یا انجمن' خاندان ہو یا قبیلہ' اس میں اپنی صورت دیکھ لے اور اپنی جگہ تلاش کرلے' اور اپنے متعلق خود فیصلہ کر لے کہ ہمارے ساتھ کیا معاملہ ہونے والا ہے' اللہ تعالیٰ سے کسی کا رشتہ نہیں' اس نے صاف صاف کہہ دیا ہے۔

و قالت الیھود و النصری نحن ابنوا اللہ و احباؤہ' قل فلم یعذبکم بذنوبکم' بل انتم بشر ممن خلق۔ (المائدہ : ۱۸)

"اور یہود و نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں' کہہ دو پھر تمہارے گناہوں کے باعث تمہیں کیوں عذاب دیتا ہے' بلکہ تم بھی اور مخلوقات کی طرح آدمی ہو۔"

للکار کے فرمایا کہ یہودیوں اور عیسائیوں نے کہا کہ ہمارا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے' ہم تو بالاتر ہیں' ہم انسانیت کی سطح سے بالاتر ہیں' ہم خدا کی اولاد ہیں' خدا کے چہیتے ہیں' لاڈلے بیٹے ہیں' تو اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں فرماتا ہے کہ پھر خدا کا قانون مجازات تم پر کس طرح جاری و ساری ہے' تمہاری رعایت کیوں نہیں کی جاتی؟ تم بھی ایسے ہی ایک انسان ہو جیسے اور مخلوق۔

میرے بھائیو' بزرگو اور دوستو!

میں آپ حضرات کے خلوص و محبت' آپ کے اکرام و اعزاز سے بہت متاثر ہوں' میں ناشکر گزار انسان نہیں بننا چاہتا' لیکن میں اس کا تقاضا نہیں سمجھتا کہ میں آپ کو مطمئن کروں اور آپ کی تعریف کر کے چلا جاؤں۔ جب کسی کو کسی سے محبت ہوتی ہے تو وہ خطرے کی نشاندہی کرتا ہے' وہ اس کے چہرے کو دیکھتا ہے' اس کی نبض دیکھتا ہے' جو

وقت اس کا منہ دیکھتا رہتا ہے کہ خدا نخواستہ کوئی تکلیف تو نہیں۔ میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ آپ بہت نازک دور سے گزر رہے ہیں۔ میں انجمن نصرۃ الاسلام کے پلیٹ فارم سے بہتر کوئی پلیٹ فارم نہیں سمجھتا کہ آپ کو اس حقیقت کی طرف متوجہ کروں جو عین "نصرت اسلام" ہے۔ اس انجمن کے بانی ہماری دعاؤں کے مستحق ہیں کہ انہوں نے ایک مرکز قائم کیا جہاں بیٹھ کر اور جس کے ذریعہ وہ اسلام کی نصرت کر سکیں' لیکن نصرت اسلام کا کام بہت وسیع ہے اور آپ میں سے کوئی فرد' کوئی جماعت' کوئی مقتدر ہستی' کوئی قابل احترام بزرگ اس سے سبکدوش اور فارغ البال نہیں ہو سکتے۔

میرے بزرگو اور دوستو! حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے جب مصر فتح کیا جو اس وقت دنیا میں تمدن کی چوٹی پر تھا اور سرسبزی و شادابی میں اس پورے علاقہ کا کشمیر تھا' حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے وہ خوبصورت ترقی یافتہ معدنی' حیواتی' انسانی' ذہنی دولتوں سے بھرپور سرزمین فتح کی' ایک فاتح کو جو خوشی' جو اطمینان ہونا چاہئے تھا' وہ ان کو نہیں ہوا' اس لئے کہ انہوں نے صحبت نبویؐ پائی تھی' قرآن مجید کے تدبر اور صحبت نبویؐ کی برکت نے ان کی آنکھیں' بلکہ ان کا دل و دماغ روشن کر دیا تھا' ان کو اللہ تعالیٰ نے فراست مومن عطا فرمائی تھی' اور فراست ایمانی سے آگے ایک قدم فراست صحابیت عطا کی تھی' انہوں نے عرب مسلمانوں سے جو اس ملک کے فاتح اور حکمراں تھے' ایک بات کہی جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہے انتم فی رباط دائمہ دیکھو یاد رکھو تمہیں یہاں کی زمین' فضا کی دل کشی و رعنائی' یہاں کی دولتیں اور تمدن اپنے میں مشغول نہ کرنے پائے' اور تم اس سرزمین میں کھو نہ جانا' تم اپنے کو پالو' اور حقیقت کو پالو' وہ کیا ہے انتم فی رباط دائم تم ہروقت ایک اہم ناکہ پر کھڑے ہو' تم یہ نہ سمجھنا کہ تم نے قبطیوں کو شکست دی اور رومن ایمپائر کے بہترین علاقہ پر تمہارا قبضہ ہو گیا' جزیرۃ العرب بالکل قریب ہے' اور یہاں تم نے پورے انتظامات کر لئے ہیں' اس پر تم دھوکہ نہ کھانا انتم فی رباط دائم تم ایسی جگہ کھڑے ہو کہ آنکھ جھپکی اور مارے گئے' تمہیں یہاں ہروقت بیدار رہنا چاہئے' ہروقت چوکنا رہنا چاہئے' تم ایک پیام کے علمبردار ہو' تم ایک دعوت لے کر آئے ہو' تم ایک سیرت لے کر آئے ہو' اگر دعوت سے تم نے غفلت کی تو تم مارے گئے' اور اگر تم نے اپنی سیرت کھودی جو تم عرب سے لے کر آئے تھے' جو تم آغوش نبوت سے' اور مرکز رسالت (مدینہ) سے لے کر آئے تھے' تو تمہیں کوئی برتری حاصل نہیں ہوگی' اگر تم نے کبھی یہ سمجھا کہ تم کھانے کمانے کے لئے یہاں آئے ہو' تم یہاں کی سرزمین سے یہاں کے حسن و جمال سے متمتع ہونے کے لئے آئے ہو' تم یہاں کے عیش و عشرت میں پڑ گئے' اور تم نے ذرا سی بھی غفلت کی' تو پھر تم پر کوئی رحم نہیں کھائے گا' تم یہاں بچ نہیں سکتے۔

آج سے چودہ سو برس پہلے جو بات عرب کے ایک سپاہی نے جو کسی دانش گاہ کا تعلیم یافتہ نہیں تھا' کہی تھی۔ آج وہی بات صادق ہے' آج بڑے بڑے اسلامی ملکوں میں یہ بات صادق ہے کہ انتم فی رباط دائم آپ کی ذمہ داری ہے' اور ہر فرد کی ذمہ داری ہے' جس وقت جزیرۃ العرب میں ارتداد کی آگ پھیل گئی تو یہ سب کی ذمہ داری تھی' لیکن ذمہ داری کے احساس میں فرق ہوتا ہے' یہی فرق آدمی کو بڑا اور زندہ جاوید بناتا ہے' ابوبکر صدیقؓ اس وقت خلیفہ وقت تھے' انہوں نے کہا اینقص الدین و انا حی کیا میرے جیتے جی دین میں کوئی کتر بیونت ہو سکتی ہے' کوئی قطع و برید ہو سکتی ہے؟ حیف ہے میری زندگی پر' اگر میرے سامنے شریعت اسلامی میں ترمیم ہونے لگے اور اس کے فرائض و احکام میں انتخاب کیا جانے لگے کہ نماز تو ٹھیک ہے' حج بھی ٹھیک' روزہ بھی ٹھیک لیکن زکوٰۃ نہیں' یا زکوٰۃ بھی ٹھیک روزہ نہیں' میں زندہ ہوں اور میرے سامنے یہ تحریف ہو؟ یہ ہو نہیں سکتا۔ بس یہ حمیت تھی جو الفاظ بن کر ان کی زبان پر آئی' اور یہ لفظ ان کی زبان سے نکلے اور اس نے زمانہ کی کلائی موڑ دی اور تاریخ کا دھارا بدل دیا۔ ایک انسان کی حمیت اسلامی' ایک انسان کے احساس ذمہ داری نے تہ بہ تہ مشکلات کو کائی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا۔ تاریخ لمبی ہے اور واقعہ ارتداد اور اس کی تفصیلات تاریخ میں محفوظ ہیں لیکن حقیقت میں جو فیصلہ کن بات تھی وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی یہ بات تھی "یہ نہیں ہو سکتا میں زندہ ہوں اور دین پر حرف آئے۔" میں نے جو دین رسول اللہ ﷺ سے پایا تھا' وہ دین بے کم و کاست سو فیصدی رہے گا' ایک نقطہ کو بھی میں اپنی جگہ سے ہٹنے نہیں دوں گا اور انہوں نے کر کے دکھا دیا۔

حضرات! آپ علمائے کرام ہیں' آپ زعمائے قوم ہیں' آپ میں بڑے بڑے خطیب و مقرر ہیں' آپ انجمنوں کے بانی اور اس کے ستون ہیں' آپ کشمیر کا قلب و دماغ ہیں' آپ کا فیصلہ اصل میں فیصلہ کن ہو گا۔ پہلی بات یہ ہے کہ اس سرزمین کی اسلامیت باقی رہے۔ یہ آپ کے ذمہ واجب ہے' کل حشر کا میدان ہوگا' اور رسول اللہ ﷺ تشریف رکھتے ہوں گے اور اللہ تبارک و تعالیٰ عدالت کی کرسی پر ہوگا اور رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ ہوگا اور آپ کا گریبان یا دامن ہوگا۔ آپ سے سوال کیا جائے گا کہ اللہ نے اس سرزمین کو دولت اسلام سے مشرف کیا' اولیائے کرام کو وہاں بھیجا' وہ اپنے کو خطرہ میں ڈال کر اس وادی میں پہنچے' انہوں نے خدا کا کلام اور پیغام وہاں کے باشندوں کو پہنچایا' پھر ہم نے اسلام کے پودے کو تن آور' بار آور اور پر ثمر درخت بنایا۔ وہ درخت سیکڑوں برس تک سرسبز شاداب اور پر ثمر و سایہ دار رہا' ہزاروں مسجدیں بنیں' سیکڑوں مدرسے اور خانقاہیں قائم ہوئیں' جلیل القدر علماء و محدثین و فقہاء پیدا ہوئے لیکن تمہاری ذرا سی غفلت و سستی یا اختلاف و انتشار یا کوتاہ نظری و کم نگاہی سے اسلام کا یہ باغ خزاں کی نذر ہو گیا۔

میں اسپین گیا' وہاں سے دل پر یہ چوٹ لے کر آیا کہ خدا جانے وہ کیا غلطی تھی جس کی وجہ سے وہ مردم خیز سرزمین' اولیاء و ائمہ کا مرکز اسلام سے محروم ہو گیا۔ بقول اقبال آج اس کا حال یہ ہے کہ۔

آہ کہ صدیوں سے ہے تیری فضا بے اذاں

تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ غلطی اور غلطی کی سزا میں تناسب ہونا ضروری نہیں ہے' بعض مرتبہ چھوٹی غلطی ہوتی ہے لیکن سزا بہت بڑی ہوتی ہے جس کے کچھ اسباب ہوتے ہیں۔ بعض مرتبہ ایک چھوٹے سے فیصلہ میں غلطی ہوئی اس کا نتیجہ صدیوں پر پھیلا ہوا ہے۔ دنیا کی بہت سی قوموں نے اور جماعتوں نے غلطی کی اور کسی خاص موقع پر کمزوری دکھائی' صدیوں تک اس کی سزا ملتی رہی' آپ اسپین میں اسلام کے زوال کی تاریخ اور اس کے اسباب کا سراغ لگائیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ عرب قبائل کی رقابت و اختلاف یعنی ربیعہ و مضر' عدنانی اور قحطانی' حجازی اور یمنیوں کا اختلاف اس کا بڑا سبب تھا' جن لوگوں نے اسپین کے اسلام اور مسلمانوں کے زوال کے اسباب کا تجزیہ کیا ہے ان کا کہنا ہے کہ اس میں بڑا ہاتھ اس کا تھا کہ عدنانی اور حجازی چاہتے تھے کہ اقتدار ان کے ہاتھ میں ہو اور قحطانی' یمنی چاہتے تھے کہ اقتدار ان کے ہاتھ میں ہو' انہوں نے کبھی تبلیغ و اشاعت اسلام کی طرف توجہ نہیں کی' وہ جنوب کی طرف سمٹتے چلے گئے (جہاں سے مسلمان ملک مغرب اقصیٰ مراکش قریب تھا) شمال کی طرف بڑھنے کی انہوں نے کوشش نہیں کی' انہوں نے تعمیرات میں اور تمدن میں اپنی صلاحیت اور ذہانت صرف کی لیکن اسلام کے استحکام اور اسلام کو وہاں کی آبادی کے دلوں میں اتارنے کی کوشش نہیں کی' انہوں نے مدینۃ الزہراء آباد کیا' انہوں نے الحمراء کا قلعہ بنایا' انہوں نے مسجد قرطبہ تعمیر کی جو فن معماری کا دنیا میں منفرد نمونہ ہے' لیکن ان کو چاہئے تھا کہ اس کے بجائے وہ اپنی گرد و پیش کی آبادی کو اسلام سے مانوس کرتے' اسلام سے متعارف کراتے' بجائے پیچھے ہٹنے کے (یعنی جبل الطارق کی طرف آنے کے) ان کو آگے بڑھنا اور یورپ میں پیش قدمی کرنی چاہئے تھی' لیکن وہ تہذیب و تمدن کی ترقی اور فنون لطیفہ کی سرپرستی اور تعمیرات میں لگ گئے شعر و شاعری میں منہمک ہو گئے' کسی وقت غلطی بہت بڑے اور دور رس نتائج پیدا کرتی ہے' کبھی کسی قوم نے بہت بڑا ظلم کیا اور اگر آدمی کے ہاتھ میں ترازو دے دیا جائے تو کہے کہ تختہ الٹ جائے لیکن ایسا نہیں ہوا' مگر ایک بیوہ کی آہ' ایک یتیم کی کراہ انقلاب سلطنت کا باعث بن گئی۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ یہاں کی اسلامیت ہر قیمت پر باقی رہے۔ یہ آپ کا فریضہ ہے اور یہ آپ کے حق میں بھی بہتر ہے' عالم اسلام کے حق میں بھی بہتر ہے' ہندوستان کے حق میں بھی بہتر ہے' ہندوستان کے حالات کا تقاضا بھی یہی ہے کہ آپ اپنی خصوصیات اور اکثریت کے ساتھ باقی رہیں' ہندوستان میں جب ہی صحیح توازن قائم ہوگا' ملک اسی وقت

عزت پائے گا' اس کو استحکام حاصل ہوگا' جب یہاں پر آپ اپنی خصوصیات' اپنے پیام' اپنی امن پسندی' انسان دوستی' تعمیری ذہنیت اور دماغی صلاحیتوں کے ساتھ باقی رہیں' جب کوئی مسئلہ سامنے آئے تو فیصلہ کن بات یہ ہونا چاہئے کہ اس کا اس خطہ کی اسلامیت پر کیا اثر پڑتا ہے؟ یہی نہیں بلکہ یہاں کی اسلامی تہذیب و معاشرت اور یہاں کے اسلامی ادارے بھی باقی رہیں۔

اس سلسلہ میں سب سے زیادہ اہم بات جو مجھے نظر آتی ہے وہ ہے' عقیدہ کی صحت' یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ موحدانہ تعلق اور اس کے سوا کسی کے سامنے سرنہ جھکانے کا عزم' اس میں اگر کمی ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی نصرت میں کمی ہوتی ہے' اور قرآن مجید میں صاف صاف اشارے ہیں کہ جس امت کی توحید میں فرق آیا' اس کی طاقت میں فرق آگیا' طاقت کا سب سے بڑا سرچشمہ اور منبع عقیدۂ توحید ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

سنلقی فی قلوب الذین کفروا الرعب بما اشرکوا باللہ مالم ینزل بہ سلطنا' وما وٰھم النار' وبئس مثوی الظلمین ○ (آل عمران : ۱۵۱)

"اب ہم کافروں کے دلوں میں ہیبت ڈال دیں گے' اس لئے کہ انہوں نے اللہ کا شریک ٹھہرایا' جس کی اس نے کوئی دلیل نہیں اتاری' اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے' اور ظالموں کا بہت برا ٹھکانا ہے۔"

اور فرمایا کہ۔

ان الذین اتخذوا العجل سینالھم غضب من ربھم و ذلۃ فی الحیوۃ الدنیا..... و کذالک نجزی المفترین ○ (الاعراف : ۱۵۲)

"بے شک جنہوں نے بچھڑے کو معبود بنایا' انہیں ان کے رب کی طرف سے غضب اور دنیا کی زندگی میں ذلت پہنچے گی..... اور ہم بہتان باندھنے والوں کو یہی سزا دیتے ہیں۔"

شرک ضعف کا سبب ہے' ہمیشہ رہا ہے اور ہمیشہ رہے گا "سنۃ اللہ فی الذین خلوا من قبل" اللہ تعالیٰ نے اشیاء میں خاصیتیں پیدا کی ہیں' زہر میں ایک خاصیت ہے' تریاق میں ایک خاصیت ہے' پانی میں ایک خاصیت ہے' آگ میں ایک خاصیت ہے' اسی طرح شرک میں کمزوری کی خاصیت ہے اور توحید میں طاقت اور بے خوفی' اور بے رعبی کی خاصیت ہے' اس لئے سب سے بڑی ضرورت اس کی ہے کہ عقائد کی تصحیح ہو۔ خدا کے ساتھ ابراہیمی' محمدی قرآنی تعلیم کے مطابق توحید کا رشتہ استوار ہو۔ اس رشتہ کو پھر استحکام کی ضرورت ہے' اس لئے کہ شیطان ہمیشہ تاک میں رہتا ہے' اور وہ ہمیشہ چھاپا مارتا رہتا ہے' اور چور وہیں جاتا ہے' جہاں دولت ہوتی ہے' آپ کے پاس توحید کی' ایمان کی دولت ہے' اس لئے آپ کے لئے خطرہ ہے' ان کے لئے خطرہ میں نہیں جاتا جن کے پاس سرے سے یہ نعمت نہیں' آپ کے پاس خدا کے فضل سے یہ نعمت ہے' آپ کو باہر سے ملی اندر سے ملی' وہ نعمت یہاں اب زمین کا جز بن گئی ہے' اس ملک کا حصہ بن گئی ہے' یہاں کی تاریخ کا حصہ بن گئی ہے' یہاں کی زندگی کا حصہ بن گئی ہے' لیکن اس سے مطمئن نہیں ہونا چاہئے۔

دوسری جس بات سے میں ڈرتا ہوں وہ انتشار اور افتراق ہے' اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے خاصیت ضعف کی رکھی ہے۔

و اطیعوا اللہ و رسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا و تذھب ریحکم و اصبروا' ان اللہ مع الصبرین ○ (الانفال : ۴۶)

"اور اللہ اور اس کے رسول کا کہا مانو اور آپس میں نہ جھگڑو ورنہ بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی' اور صبر کرو' بے شک اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے۔"

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دیکھو آپس میں لڑائی جھگڑا نہ کرو' منازعت و مخاصمت سے کام نہ لو' ورنہ کمزور پڑ جاؤ گے' تمہاری بندھی ہوئی ہوا اکھڑ جائے گی' اداروں کی کثرت بے شک زندگی کی علامت ہے' اور بقدر ضرورت اس کو ہونا چاہئے' لیکن یہ کہ ہر محلہ پر ایک ایک جھنڈا' ہر گھر پر ایک جھنڈا ہو' ہر جگہ ایک انجمن ہو' یہ صحیح نہیں۔

تیسری بات یہ ہے کہ اکثر کمزوریوں میں' اور اکثر غلطیوں کی جڑ میں جو بات ملتی ہے' وہ دنیا کی حد سے بڑھی ہوئی محبت' دولت کی حد سے بڑھی ہوئی محبت ہے' میں کوئی حکم نہیں لگاتا' کوئی شہادت نہیں دیتا' لیکن یہ کہتا ہوں کہ دنیا کی محبت' پیسے کی محبت بھی بہت بڑی کمزوری کا سبب ہے' جہاں سے بھی دولت آئے جس طرح سے بھی دولت ہاتھ لگے' جس طرح سے عزت و اقتدار میسر ہو' جس طرح سے ترقی منصب اور عہدہ ملے' بہرحال وہ مطلوب ہے' اس کو ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہئے' اس سے مطلب نہیں کہ یہ اجتماعی مفاد کے خلاف ہے یا موافق' یہ بیمار کی ایک بڑی علامت ہے' اس سے بھی زیادہ ڈرنے کی ضرورت ہے۔

چوتھی چیز تمدن کی خرابیاں' اسراف' فضول خرچی اور روایات پرستی اور اس میں غلو و اسراف تکبر و تفاخر ہے' جس کو قرآن نے "ترف" اور "بطر" کے لفظ سے یاد فرمایا ہے۔

وما ارسلنا فی قریۃ من نذیر الا قال مترفوھا انا بما ارسلتم بہ کفرون ○ (سبا : ۳۴)

"اور ہم نے کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا نہیں بھیجا مگر وہاں کے خوشحال لوگوں نے کہا کہ جو چیز دے کر تم بھیجے گئے ہو ہم اس کے قائل نہیں۔"

دوسری جگہ فرمایا کہ۔

و کم اھلکنا من قریۃ بطرت معیشتھا' فتلک مسکنھم لم تسکن من بعدھم الا قلیلا' و کنا نحن الوارثین ○ (القصص : ۵۸)

"اور ہم نے بہت سی بستیوں کو ہلاک کر ڈالا جو اپنی (فراخی) معیشت پر اترا رہی تھیں سو یہ ان کے مکانات ہیں جن کو ان کے بعد آباد ہونے کی بہت کم نوبت آئی' اور ان کے پیچھے ہمیں ان کے (شہر و دیار) کے مالک رہے۔"

تمدن کی فضولیات کو کم کیجئے' یہ نہیں کہ جس طریقہ سے شادیوں میں ہوتا آیا ہے' جس طریقہ سے شاہانہ تجمل اور رئیسانہ دولت کا اظہار ہوتا آیا ہے' ویسا ہی ہو' اب اس کا وقت نہیں' ذرا آنکھیں کھولئے' اور وقت کو پہچانئے اور غریب طبقہ کا خیال کیجئے جن کو یہ وسائل حاصل نہیں۔

ایک چیز یہ ہے کہ کیرکٹر میں صلابت ہونی چاہئے۔ یہ نہیں کہ آدمی بالکل پارے کی طرح ہو جائے کہ اس کو کسی وقت قرار نہیں' کبھی ادھر کبھی ادھر' کسی چیز میں ثبات نہیں' یہ بھی قوموں کے لئے بڑی مہلک بیماری ہے' اپنی سیرت میں صلابت اور استقامت پیدا کیجئے یہ بات میں عام طور پر ہندوستانی مسلمانوں سے کہتا ہوں' اور صرف اہل عجم سے نہیں' عربوں سے بھی کہتا ہوں' الحمدللہ میرے مضامین اس پر شاہد ہیں' جن تقریروں میں میں نے عربوں کو مخاطب کیا ہے' ان کا مجموعہ "العرب والاسلام" کے نام سے الگ چھپ گیا ہے' اس کو دیکھا جاسکتا ہے' یہ مشترک بیماریاں ہیں مشرق کی' ایشیا کی' اور ہم مسلمانوں کی خاص طور پر۔

تو ایک چیز تو یہ کہ عقائد کی تصحیح ہونی چاہئے' اور دوسرے یہ کہ افتراق و انتشار کو دور کرنا چاہئے' اتحاد ہونا چاہئے' اور تیسری بات یہ کہ حب دنیا' دولت کی محبت پر کچھ پابندی عائد کرنی چاہئے' حدیث شریف میں آتا ہے' اور میں سمجھتا ہوں کہ معجزہ ہے' ان معجزات میں جو حدیث کی شکل میں اور ارشادات نبویؐ کی شکل میں محفوظ ہیں "حب الدنیا راس کل خطیئۃ" (دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے' ہر غلطی کی جڑ ہے) آپ دیکھیں گے کہ فلاں افسوس ناک واقعہ کیوں ہوا؟ اس نے کیوں بے وفائی کی؟ یہ اس سے کیوں ٹوٹا؟ وہ اس سے کیوں ملا؟ اس نے ملت فروشی کیوں کی؟ اس نے ملک فروشی کیوں کی؟ اس نے ضمیر فروشی کیوں کی؟ سب کی جڑ میں ملے گی' دنیا کی محبت اور کچھ نہیں۔

ایک اور کمزوری کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں' جو مسلمانوں کی عام کمزوری ہے' اور کسی کسی علاقہ میں (بعض خاص اسباب کی بناء پر) زیادہ پائی جاتی ہے' وہ ضرورت سے زائد "جذباتیت" ہے' یہ کمزوری جہاں اور جب' اجتماعی طور پر پائی جاتی ہے' اور جماعتی یا علاقائی مزاج بن جاتی ہے' بڑے خطرات اور نقصانات کا موجب ہوتی ہے' اور اس سے بعض غلط اندیش عناصر ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں' بعض نادان دوست بھی سخت نقصان پہنچا دیتے ہیں' تاریخ میں بعض بڑے ملی حوادث و مصائب کا سبب یہی جذباتیت' اشتعال پذیری' اور سرعت انفعال تھی' کسی شاعر نے صحیح کہا ہے۔

چو از قومے یکے بے دانشی کرد
نہ کہ را منزلتے ماند نہ مہ را

پھر اگر یہ "بے دانشی" ایک دو افراد کی طرف سے نہ ہو' بلکہ ایک بڑی جماعت یا عوام کی طرف سے ہو' تو وہ اور

سبب، رسوا کن اور دور رس نتائج کا سبب بن جاتی ہے۔ اسی حقیقت کو مشہور حکیم عرب شاعر متنبی نے اپنے اس شعر میں بیان کیا ہے۔

وجرم جرہ سفہاء قوم
فحل بغیر جارمہ العقاب

(وہ غلطی جس کا ارتکاب کسی قوم کے خفیف العقل لوگوں نے کیا، اس کے نتیجہ میں گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس گئے، اور ناکردہ گناہ لوگوں کو بھی اس کی سزا بھگتنی پڑی)۔

جب قوموں یا جماعتوں نے دنیا میں بڑے کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں، یا تاریخ میں سلطنتوں اور تہذیبوں کی بنا قرار پائی ہیں، یا انھوں نے دین حق کا دنیا میں جھنڈا بلند کیا ہے، وہ طبعی طور پر حلیم و بردبار، متحمل و عالی ظرف، اور اسی کے ساتھ بہادر و غیور واقع ہوئی تھیں، اور صدر اول کے مسلمان تو اس کا بہترین نمونہ ہیں، میں نے ایک مرتبہ ایک مجلس میں کہا کہ میں ابھی اس شہر میں داخل ہو رہا تھا، تو میں نے دیکھا کہ میری کار کے سامنے ایک ٹینکر چل رہا ہے، اس کے پیچھے کی جانب جلی حروف سے لکھا ہوا ہے HIGLHY INFLAMABLE (جلد اور بہت زیادہ آگ پکڑ لینے والی چیز) میں نے کہا یہ پٹرول کی تعریف ہو سکتی ہے، بارود کی تعریف ہو سکتی ہے، مسلمان کی تعریف تو نہیں ہو سکتی کہ ذرا سی بات پر بھڑک اٹھیں، اور عواقب و نتائج سے بے پروا ہو کر جو چاہیں کر گزریں، عمل و رد عمل میں کوئی تناسب نہ ہو، رائی کا پربت بنا دیں، اور دوست دشمن خطاوار و غیر خطاوار، کمزور و طاقتور، بچوں بوڑھوں کسی کی تمیز نہ ہو یہ جذباتیت اور سریع الانفعالی ایک خطرناک بیماری ہے، جس کے علاج کی فوری ضرورت ہے، اور ہماری قائدین، داعیان دین، اور تعلیم و تربیت و اصلاح و تبلیغ کا کام کرنے والوں کو اس کی طرف فوراً توجہ کرنا چاہیے۔

حضرات! میں خوش ہوں کہ میرے قیام کشمیر، اور میری حقیر تقریروں کا خاتمہ ایک ایسی جگہ اور ایک ایسے مرکز سے ہو رہا ہے، جہاں نصرت اسلام کے لئے ایک منظم، مخلصانہ و دانشمندانہ کوشش شروع ہوئی، خاص طور سے خدا کے ایک مخلص بندہ مولانا رسول شاہ صاحب نے نصرۃ الاسلام کی بنیاد ڈالی، اللہ تعالیٰ نے اس درخت کو قبول فرمایا، بار آور کیا، اور سایہ دار بنایا۔

کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء
توتی اکلھا کل حین باذن ربھا

(ابراہیم ۲۴ تا ۲۵)

گویا وہ ایک پاک درخت ہے جس کی جڑ مضبوط (زمین کو پکڑے ہوئے ہے) اور شاخیں آسمان میں ہیں، اپنے پروردگار کے حکم سے ہمیشہ پھل لاتا (اور میوے دیتا) ہے۔"

اس درخت نے پہلے بھی پھل دیا، اور اب بھی پھل دے رہا ہے، اور اگر خدا کو منظور ہوا تو اللہ سے امید ہے کہ آئندہ بھی یہ پھل دیتا رہے گا، اس کو مضبوط کیجئے۔

ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی گذارش ختم کرتا ہوں، امید کرتا ہوں کہ میری یہ باتیں آپ کے دل و دماغ میں ضرور محفوظ رہیں گی، اور ان لوگوں کے ذہن میں ضرور رہیں گی، جو اس سلسلہ میں کچھ کر سکتے ہیں، وہ کمزوری کے اسباب کو رفع کر کے نصرت الٰہی کو کھینچنے اور بلانے والے اسباب اور شرائط کو پورا کرنے، اور ان اسباب کو مہیا کرنے کی کوشش کریں، تاکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی مدد ہو۔

ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم، وان یخذلکم فمن ذا الذی ینصرکم من بعدہ وعلی اللہ فلیتوکل المومنون (آل عمران، ۱۶۰)

"اگر اللہ تمہاری مدد کرے گا تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا، اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو پھر کون ہے کہ تمہاری مدد کرے اور مومنوں کو چاہئے کہ خدا ہی پر بھروسہ رکھیں۔"

ان الفاظ کے ساتھ میں آپ کے اس اعزاز کا، اور مولانا فاروقی صاحب کا خاص طور پر، ان کے رفقائے کار اور حاضرین کا عام طور پر دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں، اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتا ہوں، اور آپ بھی دعا کریں کہ میری اس حاضری کا کوئی حصہ قبول ہو جائے، خدا کے یہاں کوئی قدم قبول ہو جائے، میرے یہاں جو سات آٹھ دن گذرے ہیں، ان کی حرکت و سکنات سے اور ان کے اوقات میں سے کوئی چیز اللہ کے یہاں قبول ہو جائے، اور میرا یہاں آنا کسی درجہ میں بھی مفید ہو، اور میں اپنی اس حاضری پر خدا کے یہاں شرمندہ نہ ہوں کہ میں کس مقصد کے لئے گیا تھا، اور کیا کر کے آیا۔

عورت کی حیثیت

اسلامی اور طبعی نقطۂ نظر سے

حافظ محمد عبداللہ، سرگودھا

مولانا سید جلال الدین انصر عمری اپنی کتاب "عورت اسلامی معاشرے میں" کے مقدمے میں رقمطراز ہیں کہ عورت نصف انسانیت ہے۔ مرد انسانیت کے ایک حصے کی ترجمانی کرتا ہے تو دوسرے حصے کی ترجمانی عورت کرتی ہے۔ عورت کو نظرانداز کر کے نوع انسانی کے لئے جو بھی پروگرام بنے گا وہ ناقص اور ادھورا ہوگا۔ ہم ایسی کسی سوسائٹی کا تصور نہیں کر سکتے جو تنہا مردوں پر مشتمل ہو اور جس میں عورت کی ضرورت نہ ہو۔ عورت اور مرد زندگی کی گاڑی کے دو پہیئے ہیں اسلام سے ماقبل اور مابعد آنے والے غیر اسلامی معاشرے عورت کی درست اور صحیح حیثیت متعین کرنے میں افراط و تفریط کا شکار رہے ہیں۔ صرف اسلام نے ہی اس کا باعزت اور بلند مقام عطا کیا ہے۔ پروفیسر خالد علوی صاحب اپنی کتاب "اسلام کا معاشرتی نظام" میں رقمطراز ہیں۔

یہودی، عیسائی، ایرانی، یونانی، رومی اور ایام جاہلیت کے عرب معاشروں میں اس کی حالت ناگفتہ بہ رہی ہے۔ اسلامی معاشرے میں البتہ اسے بلند مقام دیا گیا اور ذلت و پستی سے نکال کر انسانی معیار تک لایا گیا۔ غیر اسلامی معاشروں میں عورت کی حیثیت کو واضح کرنے کے لئے ڈاکٹر گستاؤلی بان کے "تمدن عرب" میں تحریر کردہ درج ذیل پیراگراف کافی مددگار ثابت ہوگا۔

"چینیوں میں مثل ہے اپنی بیوی کی بات سنی چاہئے لیکن اس پر ہرگز یقین نہیں کرنا چاہئے۔ روسی مثل ہے دس عورتوں میں ایک روح ہوتی ہے۔ اطالیوں کا قول ہے گھوڑا اچھا ہو یا برا اسے مہمیز کی ضرورت ہے، عورت اچھی ہو یا بری اسے مار کی ضرورت ہے۔ اسپینی زبان میں مثل ہے بری عورت سے بچنا چاہئے مگر اچھی عورت پر بھی بھروسہ نہیں کرنا چاہئے۔"

اس کے علاوہ اگر دنیا کی قدیم اور مہذب تہذیبوں کا جائزہ لیا جائے تو اس میں عورت کو ذلالت و حقارت کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبا ہوا پایا جاتا ہے۔ مثلاً قدیم تہذیبوں میں یونانی تہذیب کو شاندار اور مثالی تہذیب قرار دیا جاتا ہے۔ اس تہذیب میں عورت کی حیثیت کا تعین اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ اس میں تمام مصائب انسانی کا سبب ایک خیالی عورت پنڈورا کو قرار دیا گیا ہے۔ رومنوں کی حالت میں لکھتے وقت عورت کے متعلق یہ نظریہ تھا کہ جب عورت نکاح کرنے کے بعد اپنے شوہر کے اختیار اور اس کے خاندان میں داخل ہوجائے تو پھر اس کے لئے عمر بھر کے لئے اپنے Manus سے چھٹکارا حاصل کرنا ناممکن ہے۔ ہندو مت کی کتاب منوسمرتی میں درج ہے کہ عورت کے لئے ضروری ہے کہ وہ بچپن میں باپ کے اختیار میں رہے۔ جوانی میں شوہر کے ماتحت اور بیوہ ہونے کے بعد بیٹوں کے اختیار میں رہے۔ خود مختار ہو کر کبھی نہ رہے۔ گویا عورت غلامی کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ یہودی روایات کے مطابق عورت ایک ناپاک وجود ہے اور اس دنیا میں معصیت اسی کے دم سے ہے۔ عیسائیت کی بہت بڑی مذہبی شخصیت Tertulion کے مطابق عورت شیطان کا دروازہ ہے وہ شجر ممنوعہ کی طرف پہنچانے والی، خدا کے قانون کو توڑنے والی اور خدا کی تصویر مرد کو غارت کرنے والی ہے۔

یہ ان تہذیبوں میں عورت کی حیثیت کے بارے میں مختصر سی جھلک ہے جو خود کو متمدن اور شائستہ کہلانے کی دعویدار تھیں لیکن جس وقت اسلام کا سورج طلوع ہوا اس وقت عورت کی حالت انتہائی ناگفتہ بہ تھی۔ حتیٰ کہ والد کے لئے بیٹی کی پیدائش عار کا سبب ہوتی تھی اور لوگ اپنی بیٹیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے۔ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے کہ واذا الموئدۃ سئلت جس وقت زندہ درگور کی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ بای ذنب قتلت تجھے کس گناہ کی پاداش میں قتل کیا گیا۔ اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ عربوں میں عورت کی حیثیت کے نقشے کو قرآن کریم نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

واذا بشر احدھم بالانثی ظل وجھہ مسودا وھو کظیم۔ یتواری من القوم من سوء ما بشر بہ ایمسکہ علی ھون ام یدسہ فی التراب۔

اور ان میں سے کسی کو بیٹی کی خبر دی جائے تو سارا دن اس کا چہرہ بے رونق رہے اور وہ دل ہی دل میں گھٹتا رہے اور جس چیز کی اس کو خبر دی گئی ہے اس کی عار سے لوگوں سے چھپا چھپا پھرے۔ سارا (اور سوچ) کہ آیا اس کو بحالت ذلت لئے رہے یا اس کو مٹی میں گاڑ دے۔

سورۃ زخرف کی آیت ۱۷ میں اسی مفہوم کو ان الفاظ میں پیش کیا گیا ہے۔

"حالانکہ جب ان میں سے کسی کو اس چیز کے ہونے کی خبر دی جاتی جس کو خدا رحمٰن کا نمونہ بنا رکھا ہے تو سارا دن اس کا چہرہ بے رونق رہے اور دل ہی دل میں گھٹتا رہے۔"

مندرجہ بالا حقائق کے زیر نظر اگر ہم اسلامی تناظر میں عورت کی حیثیت کا تعین کرنے بیٹھیں تو اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں ہوگا کہ اسلام عورت کے بارے میں کسی افراط و تفریط کا شکار نہیں ہے اور اسلام نے عورت کو صحیح مقام سے نوازا ہے چنانچہ ہملٹن اپنی تصنیف اسلام اور تمدن عرب کے صفحہ ۹۸ پر رقمطراز ہے۔

"اسلام کے احکام عورتوں کے بارے میں نہایت واضح ہیں۔ اسلام نے عورتوں کو ہر اس چیز سے بچانے کی کوشش کی ہے جو ان کو تکلیف پہنچانے اور ان کی شہرت پر دھبہ لگانے والی ہے۔"

مزید برآں اگر اسلام کی متعین کردہ عورت کی حیثیت کو عورت کی طبعی خصوصیات اور اس کے طبعی خدوخال کے مطالعہ کے بعد دیکھیں تو نظر آئے گا کہ اسلام نے عورت کو بلند تر مقام سے نوازا ہے۔ اور عورت اور مرد کو ان کے دوائر کار میں مساوی حقوق دیئے ہیں۔ اسلام نے مرد کی خصوصیات کے مطابق اس کو ذمہ داریاں سونپی ہیں اور عورت کی بناوٹ اور طبعی خصوصیات کے مطابق عورت کے لئے دائرہ کار متعین فرمایا ہے۔ دونوں کو اپنے اپنے دائرہ کار میں رہ کر کام کرنے کا حکم بھی جاری فرمادیا۔ اب اگر مرد عورت کے دائرہ کار میں اور عورت مرد کے دائرہ کار میں مداخلت کرے گی تو معاشرتی انتشار کے سوا نتیجہ کچھ بھی برآمد نہیں ہوگا۔ بالکل اسی طرح جس طرح سورج چاند کے دائرہ میں داخل ہوجائے اور چاند سورج کے دائرہ میں ستارے سورج یا زمین سے ٹکرا جائیں تو نتیجہ ہلاکت کی صورت میں ظاہر ہوگا۔

ہو بہو اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جو دائرہ عورت کے لئے متعین کیا ہے۔ وہ عین حکمت کے مطابق ہے اور اس میں عورت کی کوئی توہین نہیں ہے مردوں اور عورتوں میں بنیادی نوعیت کے اختلافات پائے جاتے ہیں۔ ایک فرانسیسی مصنف الکزس کیرل تحریر کرتے ہیں کہ۔

"مردوں اور عورتوں کے درمیان جو اختلافات پائے جاتے ہیں وہ بنیادی نوعیت کے ہیں۔ یہ اختلافات ان کے جسم کے رگوں اور ریشوں کی ساخت کے مختلف ہونے سے پیدا ہوتے ہیں۔ عورت کے بیضہ دانی سے جو کیمیائی مادے خارج ہوتے ہیں ان کا اثر صنف نازک کے ہر حصے پر پڑتا ہے۔ مردوں اور عورتوں کے طبعی اور نفسیاتی اختلافات کا سبب بھی یہی ہے۔"

Encycl pader of 19th Century میں درج ہے کہ مرد و عورت میں اعضائے تناسل کی ترکیب

وصورت کا اختلاف اگرچہ ایک بڑا اختلاف نظر آتا ہے لیکن صرف یہی ایک اختلاف نہیں ہے بلکہ عورت کے اور تمام اعضا سر سے پیر تک مرد کے اعضاء سے مختلف ہیں یہاں تک کہ وہ اعضاء بھی جو بظاہر آخر الذکر سے بے حد مشابہ نظر آتے ہیں۔

مندرجہ بالا بیان کو مزید واضح کرنے کے لئے مرد اور عورت کی اناٹومی اور فزیالوجی کا مختصرا جائزہ لیتے ہیں اور عورت اور مرد کی طبعی حالت کا الگ الگ جائزہ لیتے ہیں تو درج ذیل فروق نظر آتے ہیں۔

۱۔ مردوں کے جسم میں توانائی ۸۰ فیصد ہوتی ہے۔ جبکہ عورت کے جسم میں اس قوت کا تناسب ۵۲ فیصد ہے یہی وجہ ہے کہ مرد جلدی نہیں تھکتا اور عورت جلدی تھک جاتی ہے۔ توانائی کے اس فرق کی وجہ سے عورت اوسطاً ”۳۰ سیر سے زائد وزن نہیں اٹھا سکتی جبکہ مرد ۲ من کی بوری بھی اٹھا سکتا ہے۔

۲۔ مرد کے جسم کا اوسط وزن ۴۷ کلو ہے اس کے بالمقابل عورت کا وزن ۴۲ کلو ہے۔ اسی طرح مرد اور عورت کے قد کے طول میں اوسطاً ”۱۲ سینٹی میٹر کا فرق ہے۔

۳۔ مرد کے خون میں عورت کے مقابلے میں سرخ ذرات ۱۰ فیصد زیادہ ہوتے ہیں۔ ہیمو گلوبن کی مقدار بھی مرد کے خون میں عورت کے خون سے زیادہ ہوتی ہے مرد میں اس کی مقدار ۱۵.۸ گرام فیصد ہوتی ہے جبکہ عورت میں ۱۳.۷ گرام فیصد ہوتی ہے۔

۴۔ عورت کا دل مرد کے دل کی نسبت ۶۰ طورام چھوٹا ہوتا ہے۔

۵۔ عورت کے پھیپھڑے بھی مرد کی نسبت چھوٹے ہوتے ہیں۔

۶۔ مرد ایک گھنٹہ میں ۱۱ گرام کاربانک کی مقدار جلا کر باہر نکالتا ہے جبکہ عورت صرف ۶ گرام۔

۷۔ گلے کا غدود مرد کی نسبت عورتوں کا بڑا ہوتا ہے۔ اس کے ہارمون زیادہ سکریشن سے اعصابی کشمکش چڑچڑاپن وغیرہ عورتوں کو زیادہ لاحق ہوتا ہے۔

۸۔ گرے کی اناٹومی کے مطابق مرد کے دماغ کا اوسط وزن ۱۳۸۰ گرام اور عورت کے دماغ کا اوسط وزن ۱۲۵۰ گرام ہے۔ گویا ۱۳۰ گرام کا فرق ہے۔ اس کے علاوہ دماغ کا پچھلا حصہ جس کا تعلق عقل و فکر سے ہے عورتوں میں مردوں کی نسبت بہت کم ہوتا ہے۔ جس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ عورت کی سوچ اور فکر کا دائرہ مرد کی نسبت تنگ ہے۔

۹۔ عورت مرد کی نسبت زیادہ حساس ہے اور بہت جلد جذبات کی رو میں بہہ جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عورتوں میں استقلال نہیں ہوتا۔ اسی لئے عورت سخت اور خوفناک موقعوں پر ثابت قدم نہیں رہ سکتی۔

۱۰۔ عورتوں کی کہنی اور کلائی کی ہڈیاں آپس میں ایسے زاویوں سے ملتی ہیں کہ ان کو اتنی تیزی سے نہیں گھمایا جاسکتا جتنی تیزی سے مرد گھما سکتا ہے۔ اسی طرح کولہوں اور گھٹنوں کے جوڑ بھی کچھ اسی نوعیت کے ہوتے ہیں کہ عورت کا Peluis چوڑا ہوتا ہے۔

اب اگر طبعی نقطہ نظر سے اس بات کا جائزہ لیا جائے کہ ان اختلافات کے باوجود دونوں سے ایک ہی طرح کے کام لئے جائیں تو کیا یہ انصاف ہوگا؟ مساوات ہوگی؟

اگر دین اسلام میں مرد اور عورت کو جن دو دائروں میں تقسیم کیا ہے کہ عورت گھر کے کام سرانجام دے اور مرد باہر کے کام کرے تو کیا یہ عدل کے منافی ہے یا عین عدل ہے۔ سید جلال الدین لکھتے ہیں اس نظریے کے ماتحت معاشرے میں مرد و زن کے حدود عمل کو ایک دوسرے سے لازما” الگ پائیں گے لیکن کسی صنف کو محض اس بنا پر کوئی تفوق حاصل نہ ہوگا کہ وہ مخصوص اوصاف اور قوتوں کی حامل ہے جو دوسری صنف میں نہیں ہیں اور نہ کوئی صنف اپنی تگ و دو کو ذلت آمیز اور رسوا کن خیال کرنے پر مجبور ہوگی۔

اسلام نے عورت کے لئے گھر کی چار دیواری کے اندرونی فرائض سونپے ہیں۔ قرآن مجید نے نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کے لئے حکم جاری فرمایا۔

”اور اپنے گھروں میں بیٹھی رہو اور اگلے دور جاہلیت کی طرح زیب و زینت کا اظہار نہ کرتی پھرو۔“

علامہ ابوبکر حقانی اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں۔

”اس میں دلیل ہے اس بات کی کہ عورتیں اپنے گھروں سے چمٹی رہنے پر مامور ہیں اور ان کو باہر نکلنے سے روک دیا گیا ہے۔ بخاری شریف میں ارشاد نبویؐ ہے کہ۔

”عورت اپنے شوہر کے گھر کی ملکہ ہے اور وہ اپنی حکومت کے دائرہ میں اپنے عمل کے لئے جوابدہ ہے۔“

پروفیسر آر ملڈ ٹائن اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں۔

”ہمارا تجربہ بتلاتا ہے کہ دنیا میں تنزل کے دور عام طور پر وہی رہے ہیں جب عورت گھر کی چار دیواری کو چھوڑ کر باہر نکلتی ہے۔“

اب اگر مرد و عورت اپنے دائرۂ کار میں کام کریں گے تو اسلام کے نزدیک ان کے اعمال کا برابر اجر دیا جائے گا چنانچہ سورۃ نحل میں ارشاد ربانی ہے۔

”جس مرد اور عورت نے بھی اچھا کام کیا اگر وہ مومن ہے تو ہم اس کو ایک پاکیزہ زندگی عطا کریں گے اور ان کے بہتر اعمال کا جنہیں وہ کرتے تھے اجر دیں گے۔“

سورۃ احزاب کی آیت ۳۵ میں مرد و عورت کی مساوات کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے۔

بلاشبہ مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور اہل ایمان مرد اور اہل ایمان عورتیں اور عبادت گزار مرد اور عبادت گزار عورتیں سچ بولنے والے مرد اور سچ بولنے والی عورتیں اور صابر مرد اور صابر عورتیں اور صدقہ کرنے والے مرد اور صدقہ کرنے والی عورتیں اور روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں اور شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ تعالیٰ کو زیادہ یاد کرنے والے مرد اور زیادہ یاد کرنے والی عورتیں اللہ نے ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم تیار کیا ہے۔

سورۃ آل عمران کی آیت ۱۹۵ میں درج ہے۔

پس ان کے رب نے ان کی دعا قبول کی کہ میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کے عمل کو ضائع نہیں کروں گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت تم آپس میں ایک ہی ہو۔

سورۃ توبہ میں ارشاد ربانی ہے۔

ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں ایک دوسرے کے معاون ہیں۔

قرآن مجید میں ہی ارشاد ربانی ہے۔

مرد حصہ پائیں گے اس میں سے جو وہ کمائی کریں گے اور عورتیں حصہ پائیں گی اس میں سے جو وہ کمائی کریں گی۔

اس مساوات کے ساتھ ساتھ اسلام نے عورت کو ترقی کے ہر قسم کے مواقع فراہم کئے۔ عورتوں کی تعلیم کو بہت اہمیت دی۔ بخاری شریف میں حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت ملاحظہ ہو۔

عورتوں نے نبی اکرم ﷺ سے کہا کہ آپ کے دربار میں ہمیشہ مردوں کا ہجوم رہتا ہے۔ لہٰذا آپؐ ہمارے لئے الگ ایک دن مقرر کیجئے۔ چنانچہ آپؐ ایک دن متعین کرکے ان کے پاس تشریف لے گئے اور وعظ و نصیحت فرمائی اور انہیں نیک کاموں کا حکم دیا۔

مالک بن حویرثؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جاؤ اپنے بیوی بچوں کی طرف اور ان ہی میں رہو ان کو دین کی باتیں سکھاؤ اور ان پر عمل کا حکم دو۔ اسلام نے عورت کی جدوجہد کو صرف گھریلو امور تک اور علم و فکر تک بند نہیں کردیا بلکہ بوقت ضرورت عورت کو خاص شرائط مثلاً پردہ وغیرہ کے ساتھ میدان عمل میں آنے کی اجازت فراہم کی ہے۔ اس کا جواب ہمیں رسول اکرم ﷺ کے دور کے بہت سے واقعات سے ملتا ہے۔ چند ایک مثالیں درج ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت عائشہؓ احکام حجاب کے نازل ہونے کے بعد کا واقعہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت عمرؓ نے حضرت سودہؓ کو باہر دیکھ کر تنقید کی تو وہ گھر واپس چلی آئیں اور حضور ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا اس کے فوراً بعد آپؐ پر نزول وحی کی سی کیفیت طاری ہوگئی جب یہ کیفیت ختم ہوئی تو آپؐ نے فرمایا۔

”بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنی ضروریات کے لئے گھر سے باہر نکلنے کی اجازت دی ہے۔“

(بخاری شریف)

۲۔ بخاری شریف کی کتاب النکاح میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا واقعہ مذکور ہے کہ میں ایک دن اپنے سر پر کھجور کی گٹھلیوں کی ٹوکری لئے آرہی تھی کہ راستہ میں رسول اکرم ﷺ سے ملاقات ہوگئی۔ آپؐ نے مجھے بلایا تاکہ اپنی سواری کے پیچھے بٹھالیں لیکن چونکہ آپؐ کے ساتھ انصار کے بعض افراد تھے اس لئے مجھے مردوں کے ساتھ چلنے میں شرم محسوس ہوئی۔

ساتھ ہی (اپنے شوہر) حضرت زبیرؓ بھی یاد آگئے کہ وہ انتہائی غیور انسان ہیں اس کو پسند نہیں کریں گے۔ چنانچہ میں پس و پیش کرنے لگی تو حضور ﷺ نے بھانپ لیا اور میں آگے بڑھ گئی۔

۳۔ بخاری شریف کی کتاب الجہاد میں ربیع بنت معوذؓ کے یہ الفاظ درج ہیں۔

"ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جہاد پر جاتی تھیں مجاہدین کو پانی پلاتیں' ان کی خدمت کرتیں' جنگ میں کام آنے والوں اور زخمی ہونے والوں کو مدینہ لوٹاتیں۔"

ان روایات اور اس قسم کی دوسری بہت سی روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام نے عورت کو بوقت ضرورت میدان عمل میں کودنے کی اجازت فراہم کی ہے۔ لیکن اس اجازت سے موجودہ دور کی بے حیائی اور جنسی بے راہ روی کی اجازت نہ سمجھ لی جائے۔ اسلام نے عورت کی عفت و عصمت کو بڑی اہمیت دی ہے اور اس کی عفت کو جو کہ عورت کی زندگی کا سرمایہ ہے داغدار ہونے سے بچایا ہے اور مرد کو عورت پر قوام بنادیا ہے اور عورت کے لئے لازم قرار دیا ہے کہ وہ بناؤ سنگھار کرکے اور بے پردہ باہر نہ نکلے۔ مسلم شریف کی کتاب اللباس والزینہ میں ارشاد ربانی ہے۔

"وہ عورتیں جو لباس پہننے کے باوجود عریاں رہتی ہیں جو مٹک مٹک کر چلتی ہیں اور جو اونٹ کے کوہان کی طرح اپنے مونڈھوں کو ہلا ہلا کر ناز و ادا کا اظہار کرتی ہیں وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گی بلکہ اس کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکیں گی حالانکہ جنت کی مہک دور دور تک پھیلی ہوگی۔"

سید جلال الدین عورت کی حقیقی پوزیشن کو درج ذیل الفاظ میں واضح کرتے ہیں۔

وہ اصلاً خانگی زندگی کی معمار اور اس کی خوب و زشت کی ذمہ دار ہے۔ اس لئے نہ تو ریاست اس امر کی مجاز ہے کہ اس سے کوئی ایسا کام لے جس سے اس کی اصل حیثیت مجروح ہوتی ہو اور نہ خود اس کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ گھر کی دنیا اجاڑ کر زندگی کے دوسرے گوشوں کی آرائش و زیبائش میں گھر جائے۔ اگر وہ اپنے فرائض منصبی کی وجہ سے تمدن و سیاست کی گتھیاں نہ سلجھا سکے تو اسلام کی نگاہ میں یہ کوئی معیوب بات نہیں لیکن اپنی حقیقی ذمہ داریوں کو بالائے طاق رکھ کر زندگی کے دوسرے دائروں میں اس کا جولانیاں دکھانا معصیت ہے۔ اگر اس کے دست و بازو کی توانائی مشینوں اور اسلحہ جات کی تیاری میں صرف نہیں ہوتی اس کے قدم ملک و ملت کی راہ میں غبار آلود نہیں ہوتے تو یہ اس کی ناکامی کی دلیل نہ ہوگی جبکہ وہ اپنی قوت کے خزانوں کو ایسے دست و بازو اور ایسے دل و دماغ کی تیاری میں صرف کرے جن میں قوموں کی قسمت کے فیصلہ کا عزم و حوصلہ ہو اور جو صحیح معنوں میں ملت کی معمار اور اس کے خیر خواہ اور خیر اندیش ہوں۔

علم نجوم کی شرعی حیثیت

قاری عنایت الرحمٰن رحمانی' خانو خیل ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان

یہ تو ایک طے شدہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چاند' سورج اور ستاروں میں کچھ ایسی خاصیتیں رکھی ہیں جو انسانی زندگی پر اثر انداز ہوتی ہیں ان میں سے بعض خاصیات ایسی ہیں جنکا ہر شخص مشاہدہ کرسکتا ہے مثلاً سورج کے قرب و بعد سے گرمی اور سردی کا پیدا ہونا' چاند کے اتار چڑھاؤ سے سمندر میں مدوجزر وغیرہ' اب بعض حضرات کا کہنا تو یہ ہے کہ ان ستاروں کی خاصیات صرف اتنی ہی ہیں جتنی عام مشاہدہ سے معلوم ہوتی ہیں اور بعض لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ انکے علاوہ بھی ستاروں کی گردش کے کچھ ایسے خواص ہوتے ہیں جو انسان کی زندگی کے اکثر معاملات پر اثر ڈالتے ہیں' ایک انسان کے لئے کسی ستارے کا کسی خاص برج میں چلے جانا مسرتوں اور کامیابیوں کا سبب بنتا ہے اور کسی کے لئے غموں اور ناکامیوں کا' پھر بعض لوگ تو ان ستاروں کو ہی کامیابیوں اور ناکامیوں کے معاملہ میں موثر حقیقی مانتے ہیں اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ موثر حقیقی تو اللہ تعالیٰ ہی ہے' مگر اس نے ستاروں کو ایسے خواص عطا کردیے ہیں' اسلئے دنیا کے دوسرے اسباب کے طرح وہ بھی انسان کی کامیابیوں اور ناکامیوں کا ایک سبب ہوتے ہیں۔

جہاں تک ان لوگوں کا تعلق ہے جو ستاروں کو موثر حقیقی مانتے ہیں' یعنی یہ سمجھتے ہیں کہ دنیا کے انقلابات اور واقعات ستاروں ہی کے رہن منت ہیں' ستارے ہی دنیا کے تمام واقعات کے فیصلے کرتے ہیں' توبلاشبہ انکا خیال غلط اور باطل ہے اور یہ عقیدہ انسان کو شرک کی حد تک پہنچادیتا ہے اہل عرب بارش کے بارے میں یہی عقیدہ رکھتے تھے کہ ایک خاص ستارہ بارش لیکر آتا ہے اور وہ بارش کے لئے موثر حقیقی کی حیثیت رکھتا ہے آنحضرت ﷺ نے اس عقیدے کی سخت تردید فرمائی ہے جسکی تصریح احادیث میں موجود ہے۔

رہے وہ لوگ جو دنیوی واقعات میں موثر حقیقی تو اللہ تعالیٰ ہی کو مانتے ہیں لیکن ساتھ ہی اس بات کے قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ستاروں کو ایسے خواص عطا فرمائے ہیں جو سبب کے درجہ میں انسانی زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں جسطرح بارش برسانے والا تو اللہ تعالیٰ ہی ہیں لیکن اسکا ظاہری سبب بادل ہیں' اسی طرح تمام کامیابیوں اور ناکامیوں کا اصل سرچشمہ تو اللہ تعالیٰ کی مشیت ہی ہے' لیکن یہ ستارے ان کامیابیوں اور ناکامیوں کا سبب بن جاتے ہیں' سو یہ خیال شرک نہیں ہے اور قرآن وحدیث سے اس خیال کی نہ تصدیق ہوتی ہے نہ تردید لہٰذا یہ کچھ بعید نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ستاروں کی گردش اور انکے طلوع و غروب میں کچھ ایسے اثرات رکھے ہوں لیکن ان اثرات کی جستجو کرنے کے لئے علم نجوم کی تحصیل' اس علم پر اعتقاد اور اسکی بناء پر مستقبل کے بارے میں فیصلے کرنا بہرحال ممنوع اور ناجائز ہے اور احادیث میں اسکی ممانعت آئی ہے' چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا "جب تقدیر کا ذکر چھڑے تو رک جاؤ (یعنی اسمیں زیادہ غور و خوض اور بحث و مباحثہ نہ کرو) اور جب ستاروں کا ذکر چھڑے تو رک جاؤ اور جب میرے صحابہؓ کا (یعنی انکے باہمی اختلاف وغیرہ کا) ذکر چھڑے تو رک جاؤ" (احیاء العلوم للعراقی)

اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ "ستاروں کے علم سے اتنا علم حاصل کرو جس کے ذریعہ تم خشکی اور سمندر میں راستے جان سکو اسکے بعد رک جاؤ" (احیاءالعلوم الدین للغزالیؒ)

اس ممانعت سے ستاروں کے آثار و خواص کا انکار لازم نہیں آتا' لیکن ان آثار و خواص کے پیچھے پڑنے------ اور انکی جستجو میں قیمتی اوقات کو برباد کرنے کو منع کیا گیا ہے' امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں اس پر مفصل بحث کرتے ہوئے اس کالفت کی متعدد حکمتیں بیان فرمائی ہیں۔

علم نجوم کے ممنوع و مذموم ہونے کی پہلی حکمت تو یہ ہے کہ جب اس علم میں انسان کا انہماک بڑھتا ہے تو تجربہ یہ ہے کہ وہ رفتہ رفتہ ستاروں ہی کو سب کچھ سمجھ بیٹھتا ہے اور یہ چیز اسے کشاں کشاں ستاروں کے موثر حقیقی ہونے کے مشرکانہ عقیدے کی طرف لے جاتی ہے۔

دوسری حکمت یہ ہے کہ اگر ستاروں میں اللہ تعالیٰ نے کچھ خواص و آثار رکھے بھی ہوں تو انکے یقینی علم کا ہمارے پاس سوائے وحی کے کوئی راستہ نہیں ہے حضرت ادریس علیہ السلام کے بارے میں احادیث میں آیا ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے اس قسم کا کوئی علم عطا فرمایا تھا' لیکن اب وہ علم جسکی بنیاد وحی الٰہی پر تھی دنیا سے مٹ چکا ہے' اب علم نجوم کے ماہرین کے پاس جو کچھ ہے وہ محض قیاسات' اندازے اور تخمینے ہیں جن سے کوئی یقینی علم حاصل نہیں کیا جاسکتا' یہی وجہ ہے کہ نجومیوں کی بے شمار پیشنگوئیاں آئے دن غلط ثابت ہوتی رہتی ہیں' کسی نے اس علم کے بارے میں

باقی ص ۲۷ پر

مخیر حضرات سے اپیل

مدرسہ اسلامیہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ٹرسٹ رجسٹرڈ محمود آباد ٦ کراچی ١٩٨٢ء سے قائم ہے اور الحمدللہ فروغ اسلام میں اپنی مثال آپ خدمات انجام دے رہا ہے۔ ٦٥٠ بچے قرآن مجید کے شعبہ حفظ و ناظرہ و قرات کے شعبہ میں زیر تعلیم ہیں جبکہ ١٠٠ بچے مسافر/بیرونی ہیں، جن کی خوراک رہائش اور جملہ ضروریات کا مدرسہ کفیل ہے اور یہ تمام ضرورتیں آپ جیسے مخیر حضرات کے تعاون سے ہی پوری ہوتی ہیں۔ اس سال ابتدائی دینی تعلیم اور مڈل کلاس تک پروگرام بھی ہے۔

اس وقت جو سب سے اہم مسئلہ ہے وہ بچوں کے لئے رہائش کا ہے۔ بچوں کی رہائش کے لئے اوپر کی منزل کی تعمیر کی اشد ضرورت ہے، مدرسۃ البنات جس میں بچیوں کو قرآن مجید حفظ کرانے کے ساتھ ساتھ دستکاری کی تعلیم دی جائے گی، تعمیر کرنے کا بھی پروگرام ہے۔ مسجد الفاروق نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے ناکافی نظر آتی ہے، اس کی بھی اوپر کی منزل اور ایک عدد بلند و بالا مینار تعمیر کرنے کا بھی ارادہ ہے۔ مدرسہ کے قریب ایک پلاٹ رقبہ ٢٥٠ گز گراؤنڈ فلور پر ڈسپنسری اور بچیوں کی تعلیم کے لئے ہوگی اور فرسٹ فلور پر اساتذہ کے لئے رہائش گاہیں تعمیر کی جائیں گی، کیونکہ اساتذہ کے لئے فیملی رہائش کی بڑی تکلیف ہے۔

مخیر حضرات سے اپیل ہے کہ اس ماہ مبارکہ میں اپنی زکوۃ، فطرہ، صدقات و دیگر عطیات سے مدرسہ کے مسافر و مساکین طلبہ کی امداد فرمائیں اور عنداللہ ماجور و عندالناس مشکور ہوں۔

الداعی الی الخیر..............

قاری اللہ داد مہتمم مدرسہ اسلامیہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ محمود آباد ٦ کراچی

خطیب جامع مسجد الفاروق محمود آباد ٦ کراچی۔ فون : ٥٨٩٢٢٥٥

ترسیل زر کے لئے اکاؤنٹ نمبر ٢٠۔ الائیڈ بینک کراچی ایڈمنسٹریشن سوسائٹی برانچ

عطیہ اشتہار
لاثانی فیکسو اپیکس
فون : ٢٢٢٢٢١١۔٢٢٢٢٥١١

حضرت مولانا محمد تقی عثمانی

نفاق کی علامت جھوٹ ــــ اور اس کی مروّجہ صورتیں

منافق کی تین علامتیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین خصلتیں ایسی ہیں' جو منافق ہونے کی نشانی ہیں۔ یعنی کسی مسلمان کا کام نہیں ہے کہ وہ یہ کام کرے "اگر کسی انسان میں یہ باتیں پائی جائیں تو سمجھ لو کہ وہ منافق ہے۔ وہ تین باتیں یہ ہے کہ جب وہ بات کرے تو جھوٹ بولے۔ اور جب وعدہ کرے' تو اس کی خلاف ورزی کرے' اور جب اس کے پاس کوئی امانت رکھوائی جائے تو وہ خیانت کرے۔ ایک روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ چاہے وہ نماز بھی پڑھتا ہو' لیکن حقیقت میں وہ مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں' اس لئے کہ مسلمان ہونے کی جو بنیادی صفات ہیں' وہ ان کو چھوڑے ہوئے ہے۔

اسلام ایک وسیع مذہب ہے

خدا جانے یہ بات ہمارے ذہنوں میں کہاں سے بیٹھ گئی ہے' اور ہم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ دین بس! نماز روزے کا نام ہے' نماز پڑھ لی' روزہ رکھ لیا' اور نماز روزے کا اہتمام کرلیا' بس مسلمان ہوگئے' اب مزید ہم سے کسی چیز کا مطالبہ نہیں ہے' چنانچہ جب بازار گئے تو اب وہاں جھوٹ فریب اور دھوکے سے مال حاصل ہو رہا ہے' حرام اور حلال ایک ہو رہے ہیں اس کی کوئی فکر نہیں' زبان کا بھروسہ نہیں' امانت میں خیانت ہے۔ وعدہ کا پاس نہیں۔ لہٰذا اسلام کے بارے میں یہ تصور کہ یہ بس نماز روزہ کا نام ہے۔ یہ بڑا خطرناک اور غلط تصور ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے بتادیا کہ ایسا شخص چاہے نماز بھی پڑھ رہا ہو' اور روزہ بھی رکھ رہا ہو' لیکن وہ مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں' چاہے اس پر کفر کا فتویٰ نہ لگاؤ' اس لئے کہ کفر کا فتویٰ لگانا بڑی سنگین چیز ہے' اور فتویٰ کے اعتبار سے اس کو کافر نہ قرار دو' دائرہ اسلام سے اس کو خارج نہ کرو لیکن ایسا شخص سارے کام کافروں جیسے اور منافق جیسے کر رہا ہے۔

فرمایا کہ تین چیزیں منافق کی علامت ہیں' نمبر ایک جھوٹ بولنا' دوسرے وعدہ خلافی کرنا' تیسرے امانت میں خیانت کرنا' ان تینوں کی تھوڑی سی تفصیل عرض کرنا چاہتا ہوں' اس لئے کہ عام طور پر لوگوں کے ذہنوں میں ان تینوں کا تصور بہت محدود ہے' حالانکہ ان تینوں کا مفہوم بہت وسیع اور عام ہے۔ اس لئے ان کی تھوڑی سی تفصیل کرنے کی ضرورت ہے۔

زمانہ جاہلیت اور جھوٹ

چنانچہ فرمایا کہ سب سے پہلی چیز جھوٹ ہے۔ یہ جھوٹ بولنا حرام ہے' ایسا حرام ہے کہ کوئی ملت' کوئی قوم ایسی نہیں گزری جس میں جھوٹ بولنا حرام نہ ہو' یہاں تک کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ بھی جھوٹ بولنے کو برا سمجھتے تھے' واقعہ یاد آیا کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے روم کے بادشاہ کی طرف اسلام کی دعوت کے لئے خط بھیجا تو خط پڑھنے کے بعد اس نے اپنے درباریوں سے کہا کہ ہمارے ملک میں اگر ایسے لوگ موجود ہیں' جو ان (حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم) سے واقف ہوں تو ان کو میرے پاس بھیج دو' تاکہ میں ان سے حالات معلوم کروں کہ وہ کیسے ہیں' اتفاق سے اسی وقت حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ' جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ ایک تجارتی قافلہ لے کر وہاں آئے ہوئے تھے' چنانچہ لوگ ان کو بادشاہ کے پاس لے آئے' یہ بادشاہ کے پاس پہنچے تو بادشاہ نے ان سے سوالات کرنا شروع کئے پہلا سوال یہ کہ بتاؤ کہ یہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کس خاندان سے تعلق رکھتے ہیں؟ وہ کیسا خاندان ہے؟ اس کی شہرت کیسی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ وہ خاندان تو بڑے اعلیٰ درجے کا ہے' اعلیٰ درجے کے خاندان میں وہ پیدا ہوئے۔ اور سارا عرب اس خاندان کی شرافت کا قائل ہے۔ اس بادشاہ نے تصدیق کرتے ہوئے کہا بالکل ٹھیک ہے' جو اللہ کے نبی ہوتے ہیں' وہ اعلیٰ خاندان سے ہوتے ہیں۔ پھر دوسرا سوال بادشاہ نے یہ کیا کہ ان کی پیروی کرنے والے معمولی درجے کے لوگ ہیں' یا بڑے بڑے روساء ہیں۔ انہوں نے جواب کہ ان کے متبعین کی اکثریت کم درجے کے معمولی قسم کے لوگ ہیں بادشاہ نے تصدیق کی نبی کے متبعین ابتداء" ضعیف اور کمزور قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ پھر سوال کیا کہ تمہاری ان کے ساتھ جب جنگ ہوتی ہے تو تم جیت جاتے ہو یا وہ جیت جاتے ہیں؟ اس وقت تک چونکہ صرف دو جنگیں ہوئی تھیں۔ ایک جنگ بدر' اور ایک احد' اور غزوہ احد میں چونکہ مسلمانوں کو تھوڑی سی شکست ہوئی تھی۔ اس لئے انہوں نے اس موقع پر جواب دیا کہ کبھی ہم غالب آجاتے ہیں اور کبھی وہ غالب آجاتے ہیں۔

جھوٹ نہیں بول سکتا تھا

حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ مسلمان ہونے کے بعد فرماتے تھے کہ اس وقت تو میں کافر تھا۔ اس لئے اس فکر میں تھا کہ میں کوئی ایسا جملہ کہہ دوں جس سے حضور اقدس ﷺ کے خلاف تاثر قائم ہو' لیکن اس بادشاہ نے جتنے سوالات کئے' ان کے جواب میں اس قسم کی کوئی بات کہنے کا موقع نہیں ملا' اس لئے کہ جو سوال وہ کر رہا تھا۔ اس کا جواب تو مجھے دینا تھا۔ اور جھوٹ بول نہیں سکتا تھا۔ اس لئے میں جتنے جوابات دے رہا تھا۔ وہ سب حضور اقدس ﷺ کے حق میں جارہے تھے۔ بہر حال! جاہلیت کے لوگ جو ابھی اسلام نہیں لائے تھے وہ بھی جھوٹ بولنے کو گوارہ نہیں کرتے تھے' چہ جائیکہ مسلمان اسلام لانے کے بعد جھوٹ بولے؟

(صحیح بخاری' کتاب بدء الوحی حدیث نمبر۷)

جھوٹا میڈیکل سرٹیفکیٹ

افسوس کہ اب اس جھوٹ میں عام ابتلاء ہے یہاں تک کہ جو لوگ حرام و حلال اور جائز ناجائز کا اور شریعت پر چلنے کا اہتمام کرتے ہیں۔ ان میں بھی یہ بات نظر آتی ہے کہ انہوں نے بھی جھوٹ کی بہت سی قسموں کو جھوٹ سے خارج سمجھ رکھا ہے' اور یہ سمجھتے ہیں کہ گویا یہ جھوٹ ہی نہیں ہے' حالانکہ جھوٹا کام کر رہے ہیں۔ غلط بیانی کر رہے ہیں' اور اس میں دوہرا جرم ہے۔ ایک جھوٹ بولنے کا جرم' اور دوسرے اس گناہ کو گناہ نہ سمجھنے کا جرم' چنانچہ ایک صاحب جو بڑے نیک تھے' نماز روزے کے پابند' اذکار واشغال کے پابند' بزرگوں سے تعلق رکھنے والے' پاکستان سے باہر قیام تھا۔ ایک مرتبہ جب پاکستان آئے تو میرے پاس بھی ملاقات کے لئے آگئے' میں نے ان سے پوچھا کہ آپ واپس کب تشریف لے جارہے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں ابھی آٹھ دس روز اور ٹھہروں گا' میری چھٹیاں تو ختم ہوگئیں۔ البتہ کل ہی میں نے مزید چھٹی لینے کے لئے ایک میڈیکل سرٹیفکیٹ بھجوادیا ہے۔

کیا دین نماز روزے کا نام ہے؟

انہوں نے میڈیکل سرٹیفکیٹ بھجوانے کا ذکر اس انداز سے کیا کہ جس طرح یہ ایک معمول کی بات ہے' اس میں کوئی پریشانی کی بات ہی نہیں' میں نے ان سے پوچھا کہ

میڈیکل سرٹیفکیٹ کیسا؟ انہوں نے جواب دیا کہ مزید چھٹی لینے کے لئے بھیج دیا ہے' ویسے اگر چھٹی لیتا تو چھٹی نہ ملتی' اس کے ذریعہ چھٹی مل جائے گی' میں نے پھر سوال کیا کہ اس میں یہ لکھا تھا کہ یہ اتنے بیمار ہیں کہ سفر کے لائق نہیں' میں نے کہا کہ کیا دین صرف نماز روزے کا نام ہے؟ ذکر شغل کا نام ہے؟ آپ کا بزرگوں سے تعلق ہے' پھر یہ میڈیکل سرٹیفکیٹ کیسا جا رہا ہے؟ چونکہ نیک آدمی تھے۔ اس لئے انہوں نے صاف صاف کہہ دیا کہ میں نے آج پہلی مرتبہ آپ کے منہ سے یہ بات سنی کہ یہ بھی کوئی غلط کام ہے' میں نے کہا کہ جھوٹ بولنا اور کس کو کہتے ہیں؟ انہوں نے پوچھا کہ مزید چھٹی کس طرح لیں؟ میں نے کہا کہ جتنی چھٹیوں کا استحقاق ہے' اتنی چھٹی لو' مزید چھٹی لینی ضروری ہو تو بغیر تنخواہ کے لے لو' لیکن یہ جھوٹا سرٹیفکیٹ بھیجنے کا جواز تو پیدا نہیں ہوتا۔

آج کل لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جھوٹا میڈیکل سرٹیفکیٹ بنوانا جھوٹ میں داخل ہی نہیں ہے' اور دین صرف ذکر و شغل کا نام رکھ دیا۔ باقی زندگی کے میدان میں جاکر جھوٹ بول رہا ہو تو اس کا کوئی خیال نہیں۔

جھوٹی سفارش

ایک اچھے خاصے پڑھے لکھے نیک اور سمجھدار بزرگ کا میرے پاس سفارشی خط آیا' اس وقت میں جدہ میں تھا' اس خط میں یہ لکھا تھا کہ یہ صاحب جو آپ کے پاس آرہے ہیں یہ انڈیا کے باشندے ہیں' اب یہ پاکستان جانا چاہتے ہیں۔ لہٰذا آپ پاکستانی سفارت خانے سے ان کے لئے سفارش کردیں کہ ان کو ایک پاکستانی پاسپورٹ جاری کردیا جائے اس بنیاد پر کہ یہ پاکستانی باشندے ہیں' اور ان کا پاسپورٹ یہاں سعودی عرب میں گم ہو گیا ہے' اور خود انہوں نے پاکستانی سفارت خانے میں درخواست دے رکھی ہے کہ ان کا پاسپورٹ گم ہو گیا۔ لہٰذا آپ ان کی سفارش کردیں۔

اب آپ بتائیے! وہاں عمرے ہو رہے ہیں' حج بھی ہو رہا ہے' طواف اور سعی بھی ہو رہی ہے' اور ساتھ میں یہ جھوٹ اور فریب بھی ہو رہا ہے' گویا کہ یہ دین کا حصہ ہی نہیں ہے۔ اس کا دین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ شاید لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ جب قصد اور ارادہ کرکے باقاعدہ جھوٹ کو جھوٹ سمجھ کر بولا جائے یہ جھوٹ ہوتا ہے' لیکن ڈاکٹر سے جھوٹا سرٹیفکیٹ بنوالینا' جھوٹی سفارش لکھوالینا۔ یا جھوٹے مقدمات دائر کردینا' یہ کوئی جھوٹ نہیں' حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ مایلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید

یعنی زبان سے جو لفظ نکل رہا ہے۔ وہ تمہارے نامہ اعمال میں ریکارڈ ہو رہا ہے۔

بچوں کے ساتھ جھوٹ نہ بولو

ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ کے سامنے ایک خاتون ایک بچے کو بلا کر گود میں لینا چاہتی تھی' لیکن وہ بچہ قریب نہیں آرہا تھا' ان خاتون نے بچے کو بہلانے کے لئے کہا کہ بیٹے یہاں آؤ' تمہیں چیز دیں گے' آنحضرت ﷺ نے اس کی بات وہ سن لی' اور آپ نے خاتون سے پوچھا کہ تمہارا کوئی چیز دینے کا ارادہ ہے یا ویسے ہی اس کو بلانے اور بہلانے کے لئے کہہ رہی ہو؟ اس خاتون نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! میرا کھجور دینے کا ارادہ ہے کہ جب وہ میرے پاس آئے گا تو میں اس کو کھجور دوں گی' آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تمہارا کھجور دینے کا ارادہ نہ ہوتا' بلکہ محض بہلانے کے لئے کہتی کہ میں تمہیں کھجور دوں گی' تو تمہارے نامہ اعمال میں ایک جھوٹ لکھ دیا جاتا۔

(ابوداؤد' کتاب الادب' باب فی التشدید فی الکذب حدیث نمبر ۴۹۹۱)

اس حدیث سے یہ سبق دے دیا کہ بچے کے ساتھ بھی جھوٹ نہ بولو' اور اس کے ساتھ بھی وعدہ خلافی نہ کرو' ورنہ شروع ہی سے جھوٹ کی برائی اس کے دل سے نکل جائے گی۔

مذاق میں جھوٹ نہ بولو

ہم لوگ محض مذاق اور تفریح کے لئے زبان سے جھوٹی باتیں نکال دیتے ہیں' حالانکہ نبی کریم ﷺ نے مذاق میں بھی جھوٹی باتیں زبان سے نکالنے سے منع فرمایا ہے چنانچہ ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ افسوس ہے اس شخص پر یا سخت الفاظ میں اس کا صحیح ترجمہ یہ کرسکتے ہیں کہ اس شخص کے لئے دردناک عذاب ہے' جو محض لوگوں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولتا ہے۔

(ابوداؤد' کتاب الادب' باب فی التشدید فی الکذب' حدیث نمبر ۴۹۹۰)

حضور ﷺ کا مذاق

خوش طبعی کی باتیں اور مذاق حضور اقدس ﷺ نے بھی کیا' لیکن کبھی کوئی ایسا مذاق نہیں کیا جس میں بات غلط ہو' یا واقعہ کے خلاف ہو' آپ نے کیا مذاق کیا حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک بڑھیا حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں آئی' اور عرض کیا کہ یارسول اللہ میرے لئے دعا کردیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں پہنچادیں' آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی بڑھیا جنت میں نہیں جائے گی' اور وہ بڑھیا رونے لگی کہ یہ تو بڑی خطرناک بات ہو گئی کہ بڑھیا جنت میں نہیں جائے گی پھر آپ نے وضاحت کرکے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی عورت اس حالت میں جنت میں نہیں جائے گی کہ وہ بوڑھی ہو' بلکہ وہ جوان ہو کر جائے گی' تو آپ نے ایسا لطیف مذاق فرمایا کہ اس میں کوئی بات نفس الامر کے خلاف اور جھوٹی نہیں تھی۔

(الشمائل للترمذی' باب ماجاء فی صفت مزاح ﷺ)

مذاق کا ایک انوکھا انداز

یارسول اللہ! مجھے ایک اونٹ دے دیجئے' آپ نے فرمایا کہ ہم تم کو ایک اونٹنی کا بچہ دیں گے' اس نے کہا یارسول اللہ! میں بچے کو لے کر کیا کروں گا۔ مجھے تو سواری کے لئے ضرورت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تمہیں جو بھی اونٹ دیا جائے گا وہ کسی اونٹنی کا بچہ ہی تو ہوگا' یہ آپ نے اس سے مذاق فرمایا' اور ایسا مذاق جس میں خلاف حقیقت اور غلط بات نہیں کی۔ تو مذاق کے اندر بھی اس بات کا لحاظ ہے کہ زبان کو سنبھال کر استعمال کریں' اور زبان سے کوئی لفظ غلط نہ نکل جائے' اور آج کل ہمارے اندر بچے جھوٹے قصے پھیل گئے ہیں' اور خوش گپیوں کے اندر ہم ان کو بطور مذاق بیان کرتے ہیں۔ یہ سب جھوٹ کے اندر داخل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے محفوظ رکھے۔ آمین

(الشمائل للترمذی' باب ماجاء فی مزاح النبی ﷺ)

جھوٹا کیریکٹر سرٹیفکیٹ

آج کل اس کا عام رواج ہو گیا ہے' اچھے خاصے دیندار اور پڑھے لکھے لوگ بھی اس میں مبتلا ہیں۔ کہ جھوٹے سرٹیفکیٹ حاصل کرتے ہیں' یا دوسروں کے لئے جھوٹے سرٹیفکیٹ جاری کرتے ہیں' مثلاً" اگر کسی کو کیریکٹر سرٹیفکیٹ کی ضرورت پیش آگئی' اب وہ کسی کے پاس گیا' اور اس سے کیریکٹر سرٹیفکیٹ حاصل کرلیا' اور جاری کرنے والے نے اس کے اندر یہ لکھ دیا کہ میں ان کو پانچ سال سے جانتا ہوں' یہ بڑے اچھے آدمی ہیں' ان کا اخلاق و کردار بہت اچھا ہے' کسی کے حاشیہ خیال میں یہ بات نہیں آتی کہ ہم یہ ناجائز کام کر رہے ہیں' بلکہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نیک کام کررہے ہیں' اس لئے کہ یہ ضرورت مند تھا۔ ہم نے اس کی ضرورت پوری کردی۔ اس کا کام کردیا' یہ تو باعث ثواب کام ہے' حالانکہ اگر آپ اس کے کیریکٹر سے واقف نہیں ہیں تو آپ کے لئے ایسا سرٹیفکیٹ جاری کرنا ناجائز ہے' چہ جائیکہ وہ سمجھے کہ میں ایک ثواب کا کام کر رہا ہوں۔ اور کسی ایسے شخص سے کیریکٹر سرٹیفکیٹ حاصل کرنا جو آپ کو نہیں جانتا۔ یہ بھی ناجائز ہے' گویا کہ سرٹیفکیٹ لینے والا بھی گناہ گار ہوگا' اور دینے والا بھی گناہ گار ہوگا۔

کیریکٹر معلوم کرنے کے دو طریقے

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک شخص نے کسی تیسرے شخص کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ حضرت! وہ تو بڑا اچھا آدمی ہے' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم جو یہ کہہ رہے ہو کہ فلاں شخص بڑے اچھے اخلاق اور کردار کا آدمی ہے' اچھا یہ بتاؤ کہ کیا کبھی تمہارا اس کے ساتھ لین دین کا معاملہ پیش آیا؟ اس نے جواب دیا کہ نہیں' لین دین کا معاملہ تو کبھی پیش نہیں آیا' پھر آپ نے پوچھا کہ اچھا یہ بتاؤ کہ کیا تم نے کبھی اس کے ساتھ سفر کیا؟ اس نے کہا نہیں' میں نے کبھی اس کے ساتھ سفر تو نہیں کیا' آپ نے فرمایا کہ پھر تمہیں کیا معلوم کہ وہ اخلاق و کردار کے اعتبار

سے کیسا آدمی ہے' اس لئے کہ اخلاق و کردار کا اندازہ اس وقت ہوتا ہے' جب انسان اس کے ساتھ لین دین کرے' اور اس میں وہ کھرا ثابت ہو' تب معلوم ہوتا ہے کہ اس کا کردار اچھا ہے' اور اس کے اخلاق معلوم کرنے کا دوسرا راستہ یہ ہے کہ اس کے ساتھ سفر کرے۔ اس لئے کہ سفر کے اندر انسان اچھی طرح کھل کر سامنے آجاتا ہے' اس کے اخلاق' اس کا کردار' اس کے حالات' اس کے جذبات' اس کے خیالات' یہ ساری چیزیں سفر میں ظاہر ہوجاتی ہیں' لہٰذا اگر تم نے اس کے ساتھ کوئی لین دین کا معاملہ کیا ہوتا' یا اس کے ساتھ سفر کیا ہوتا' تب تو بیشک یہ کہنا درست ہوتا کہ وہ اچھا آدمی ہے' لیکن جب تم نے اس کے ساتھ نہ تو معاملہ کیا' نہ اس کے ساتھ سفر کیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تم اس کو جانتے نہیں ہو' اور جب تم جانتے نہیں تو پھر خاموش رہو' نہ برا کہو' اور نہ اچھا کہو' اور اگر کوئی شخص اس کے بارے میں پوچھے تو تم اس حد تک بتادو' جتنا تمہیں معلوم ہے' مثلاً" یہ کہہ دو کہ بھائی! مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے تو میں نے دیکھا ہے' باقی آگے کے حالات مجھے معلوم نہیں۔

سرٹیفکیٹ ایک گواہی ہے

قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ۔

الا من شهد بالحق وهم يعلمون

(سورۃ الزخرف۔۸۶)

یاد رکھئے یہ سرٹیفکیٹ اور یہ تصدیق نامہ شرعاً" ایک گواہی ہے اور جو شخص اس سرٹیفکیٹ پر دستخط کررہا ہے' وہ حقیقت میں گواہی دے رہا ہے اور اس آیت کی رو سے گواہی دینا اس وقت جائز ہے جب آدمی کو اس بات کا علم ہو' اور یقین سے جانتا ہو کہ یہ واقع میں ایسا ہے' تب انسان گواہی دے سکتا ہے' اس کے بغیر انسان گواہی نہیں دے سکتا۔ آجکل ہوتا یہ ہے کہ آپ کو اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں' لیکن آپ نے کیریکٹر سرٹیفکیٹ جاری کردیا' تو یہ جھوٹی گواہی کا گناہ ہوا' اور جھوٹی گواہی اتنی بری چیز ہے کہ حدیث میں نبی کریم ﷺ نے اس کو شرک کے ساتھ ملا کر ذکر فرمایا'

جھوٹی گواہی شرک کے برابر ہے

حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے تھے' صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ کیا میں تم کو بتاؤں کہ بڑے بڑے گناہ کون کون سے ہیں؟ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! ضرور بتایئے۔ آپ نے فرمایا کہ بڑے گناہ یہ ہیں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا' والدین کی نافرمانی کرنا۔ اس وقت تک آپ ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے تھے پھر آپ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے' اور پھر فرمایا کہ جھوٹی گواہی دینا' اور اس جملے کو تین مرتبہ دھرایا۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان' باب بیان الکبائر حدیث نمبر ۱۴۳)

اب آپ اس سے اس کی شناعت کا اندازہ لگائیں کہ ایک طرف تو آپ نے اس کو شرک کے ساتھ ملا کر ذکر فرمایا' دوسرے یہ کہ اس کو تین مرتبہ ان الفاظ کو اس طرح دھرایا کہ پہلے آپ ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے تھے' پھر اس کے بیان کے وقت سیدھے ہو کر بیٹھ گئے' اور خود قرآن کریم نے بھی اس کو شرک کے ساتھ ملا کر ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ۔

"فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور" (سورۃ الحج۔۳)

یعنی تم بت پرستی کی گندگی سے بھی بچو' اور جھوٹی بات سے بچو اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی کتنی خطرناک چیز ہے۔

سرٹیفکیٹ جاری کرنے والا گناہ گار ہوگا

جھوٹی گواہی دینا جھوٹ بولنے سے بھی زیادہ شنیع اور خطرناک ہے۔ اس لئے کہ اس میں کئی گناہ مل جاتے ہیں' مثلاً" ایک جھوٹ بولنے کا گناہ' اور دوسرا دوسرے شخص کو گمراہ کرنے کا گناہ' اس لئے کہ جب آپ نے غلط سرٹیفکیٹ جاری کرکے جھوٹی گواہی دی۔ اور وہ جھوٹا سرٹیفکیٹ جب دوسرے شخص کے پاس پہنچا تو وہ یہ سمجھے گا کہ یہ آدمی بڑا اچھا ہے' اور اچھا سمجھ کر اس سے کوئی معاملہ کرے گا' اور اگر اس معاملہ کرنے کے نتیجے میں اس کو کوئی نقصان پہنچے گا تو اس نقصان کی ذمہ داری بھی آپ پر ہوگی۔ یا آپ نے عدالت میں جھوٹی گواہی دی۔ اور اس گواہی کی بنیاد پر فیصلہ ہوگیا' تو اس فیصلے کے نتیجے میں جو کچھ کسی کا نقصان ہوا۔ وہ سب آپ کی گردن پر ہوگا۔ اس لئے یہ جھوٹی گواہی کا گناہ معمولی گناہ نہیں ہے' بڑا سخت گناہ ہے۔

عدالت میں جھوٹ

آج کل تو جھوٹ کا ایسا بازار گرم ہوا کہ کوئی شخص دوسری جگہ جھوٹ بولے یا نہ بولے' لیکن عدالت میں ضرور جھوٹ بولے گا بعض لوگوں کو یہاں تک کہتے ہوئے سنا کہ۔

"میاں سچی سچی بات کہہ دو کوئی عدالت میں تو نہیں کھڑے ہو"۔

مطلب یہ ہے کہ جھوٹ بولنے کی جگہ تو عدالت ہے۔ وہاں پر جاکر جھوٹ بولنا' یہاں آپس میں جب بات چیت ہورہی ہے تو سچی سچی بات بتادو' حالانکہ عدالت میں جاکر جھوٹی گواہی دینے کو حضور اقدس ﷺ نے شرک کے برابر قرار دیا ہے' اور یہ کئی گناہوں کا مجموعہ ہے۔

مدرسہ کی تصدیق گواہی ہے

لہٰذا جتنے سرٹیفکیٹ معلومات کے بغیر جاری ہو رہے ہیں' اور جاری کرنے والا یہ جانتے ہوئے جاری کررہا ہے کہ میں یہ غلط سرٹیفکیٹ جاری کررہا ہوں' مثلاً" کسی کے بیمار ہونے کا سرٹیفکیٹ دے دیا۔ یا کسی کے پاس ہونے کا سرٹیفکیٹ دے دیا' یا کسی کو کیریکٹر سرٹیفکیٹ دے دیا' یہ سب جھوٹی گواہی کے اندر داخل ہیں۔

میرے پاس بہت سے لوگ مدرسوں کی تصدیق کرانے کے لئے آتے ہیں' جس میں اس بات کی تصدیق کرنی ہوتی ہے کہ یہ مدرسہ قائم ہے۔ اس میں اتنی تعلیم ہوتی ہے۔ اور اس تصدیق کا مقصد یہ ہوتا ہے تاکہ لوگوں کو اطمینان ہوجائے کہ واقعتاً" یہ مدرسہ قائم ہے۔ اور امداد کا مستحق ہے' اور اب ان مدرسوں کی تصدیق لکھنے کو دل بھی چاہتا ہے' لیکن میں نے والد ماجد حضرت مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ کو دیکھا کہ جب بھی ان کے پاس کوئی شخص مدرسہ کی تصدیق لکھوانے کے لئے آتا تھا تو آپ یہ عذر فرماتے ہوئے کہتے کہ بھائی! یہ ایک گواہی ہے' اور جب تک مجھے مدرسہ کے حالات کا علم نہ ہو' اس وقت تک میں یہ تصدیق نامہ جاری نہیں کرسکتا' اس لئے کہ یہ جھوٹی گواہی ہوجائے گی البتہ اگر کسی مدرسے کے بارے میں علم ہوتا تو جتنا علم ہوتا اتنا لکھ دیتے۔

کتاب کی تقریظ لکھنا گواہی ہے

بہت سے لوگ کتابوں پر تقریظ لکھوانے آجاتے ہیں کہ ہم نے یہ کتاب لکھی ہے' آپ اس پر تقریظ لکھ دیجئے کہ یہ اچھی کتاب ہے' اور بہت صحیح کتاب ہے۔ حالانکہ جب تک انسان اس کتاب کو پورا نہ پڑھے' اس کا پورا مطالعہ نہ کرے' اس وقت تک یہ کیسے گواہی دے دے کہ یہ کتاب صحیح ہے' یا غلط ہے۔ بہت سے لوگ اس خیال سے تقریظ لکھ دیتے ہیں کہ اس تقریظ سے اس کا فائدہ اور بھلا ہوجائے گا' حالانکہ تقریظ لکھنا ایک گواہی ہے' اور اس گواہی میں غلط کو لوگوں نے غلط بیانی سے خارج کردیا ہے۔ چنانچہ لوگ کہتے ہیں کہ صاحب ہم تو ایک ذرا سا کام لے کر ان کے پاس گئے تھے' اگر ذرا سا قلم ہلا دیتے' اور ایک سرٹیفکیٹ لکھ دیتے تو ان کا کیا بگڑ جاتا؟ یہ تو بڑے بد اخلاق آدمی ہیں' کہ کسی کو سرٹیفکیٹ بھی جاری نہیں کرتے' بھائی' بات دراصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں ایک ایک لفظ کے بارے میں سوال ہوگا' جو لفظ زبان سے نکل رہا ہے' جو لفظ قلم سے لکھا جارہا ہی' سب اللہ تعالیٰ کے یہاں ریکارڈ ہو رہا ہے اور اس کے بارے میں سوال ہوگا کہ فلاں لفظ تم نے جو زبان سے نکالا تھا۔ وہ کس بنیاد پر نکالا تھا' جان بوجھ کر بولا تھا' یا بھول کر بولا تھا۔

جھوٹ سے بچیے

بھائی! ہمارے معاشرے میں جو جھوٹ کی وبا پھیل گئی ہے' اس میں اچھے خاصے دیندار' پڑھے لکھے' نمازی' بزرگوں سے تعلق رکھنے والے' وظائف اور تسبیح پڑھنے والے بھی مبتلا ہیں' وہ بھی اس کو ناجائز اور برا نہیں سمجھتے کہ یہ جھوٹا سرٹیفکیٹ جاری ہوجائے گا تو یہ کوئی گناہ ہوگا' حالانکہ حدیث شریف میں حضور اقدس ﷺ نے یہ جو فرمایا کہ "اذا حدث کذب" اس میں یہ سب باتیں بھی داخل ہیں' اور یہ سب دین کا حصہ ہیں۔ اور ان کو دین سے خارج سمجھنا بدترین گمراہی ہے' اس لئے ان سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

جھوٹ کی اجازت کے مواقع

البتہ بعض مواقع ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں اللہ تعالیٰ نے جھوٹ کی بھی اجازت دے دی ہے' لیکن وہ مواقع ایسے ہیں کہ جہاں انسان اپنی جان بچانے کے لئے جھوٹ بولنے پر مجبور ہو جائے' اور جان بچانے کے لئے اس کے علاوہ کوئی راستہ نہ ہو' یا کوئی ناقابل برداشت ظلم اور تکلیف کا اندیشہ ہو' کہ اگر وہ جھوٹ نہیں بولے گا تو وہ ایسے ظلم کا شکار ہو جائے گا جو قابل برداشت نہیں ہے' اس صورت میں شریعت نے جھوٹ بولنے کی اجازت دی ہے۔ البتہ اس میں بھی حکم ہے کہ پہلے اس بات کی کوشش کرو کہ صریح جھوٹ نہ بولنا پڑے' بلکہ کوئی ایسا گول مول لفظ بول دو' جس سے وقتی مصیبت ٹل جائے' جس کو شریعت کی اصطلاح میں "تعریض اور توریہ" کہا جاتا ہے' جس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ایسا لفظ بول دیا جائے' جس کے ظاہری طور پر کچھ اور معنی سمجھ میں آ رہے ہیں' اور حقیقت میں دل کے اندر آپ نے کچھ اور مراد لیا ہے' ایسا گول مول لفظ بول دو تاکہ صریح جھوٹ نہ بولنا پڑے۔

حضرت صدیقؓ کا جھوٹ سے اجتناب

ہجرت کے موقع پر جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت فرما رہے تھے۔ تو اس وقت مکہ والوں نے آپکو پکڑنے کے لئے چاروں طرف اپنے ہرکارے دوڑا رکھے تھے۔ اور یہ اعلان کر رکھا تھا کہ جو شخص حضور اقدس ﷺ کو پکڑ کرلائے گا اس کو سو اونٹ انعام کے طور پر دیئے جائیں گے' اب اس وقت سارے مکہ کے لوگ آپ کی تلاش میں سرگرداں تھے' راستے میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے جاننے والا ایک شخص مل گیا' وہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جانتا تھا۔ مگر حضور اقدس ﷺ کو نہیں جانتا تھا' اس شخص نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ یہ تمہارے ساتھ کون صاحب ہیں؟ اب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ یہ چاہتے تھے کہ آپ کے بارے میں کسی کو پتہ نہ چلے اس لئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دشمنوں تک آپ کے بارے میں اطلاع پہنچ جائے۔ اب اگر اس شخص کے جواب میں صحیح بات بتاتے ہیں تو آپ ﷺ کی جان کا خطرہ ہے' اور اگر نہیں بتاتے تو جھوٹ بولنا لازم آتا ہی' اب ایسے موقع پر اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں کی رہنمائی فرماتے ہیں۔ چنانچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ھذا الرجل یھدینی السبیل

یہ میرے رہنما ہیں' جو مجھے راستہ دکھاتے ہیں' اب آپ نے ایسا لفظ ادا کیا' جس کو سن کر اس شخص کے دل میں خیال آیا کہ جس طرح عام طور پر سفر کے دوران راستہ بتانے کے لئے کوئی رہنما ساتھ رکھ لیتے ہیں' اس قسم کے رہنما ساتھ جا رہے ہیں' لیکن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دل میں یہ مراد لیا کہ یہ دین کا راستہ دکھانے والے ہیں' جنت کا راستہ دکھانے والے ہیں' اللہ کا راستہ دکھانے والے ہیں۔

اب دیکھئے کہ اس موقع پر انہوں نے صریح جھوٹ بولنے سے پرہیز فرمایا۔ بلکہ ایسا لفظ بول دیا جس سے وقتی کام بھی نکل گیا' اور جھوٹ بھی نہیں بولنا پڑا۔

(صحیح بخاری' مناقب الانصار' باب ہجرۃ النبی ﷺ (حدیث نمبر ۳۹۱۱)

جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ یہ فکر عطا فرما دیتے ہیں کہ زبان سے کوئی کلمہ خلاف واقعہ اور جھوٹ نہ نکلے' پھر اللہ تعالیٰ ان کی اس طرح مدد بھی فرماتے ہیں۔

حضرت گنگوہیؒ اور جھوٹ سے پرہیز

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس اللہ سرہ' جنہوں نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں انگریزوں کے خلاف جہاد میں بڑا حصہ لیا تھا' آپ کے علاوہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی' حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی وغیر ان سب حضرات نے اس جہاد میں بڑے کارہائے نمایاں انجام دیئے' اب جو لوگ اس جہاد میں شریک تھے' آخر کار انگریزوں نے ان کو پکڑنا شروع کیا۔ چوراہوں پر پھانسی کے تختے لٹکا دیئے۔

جسے دیکھا حاکم وقت نے کہا یہ بھی صاحب دار ہے

اور ہر ہر محلے میں مجسٹریٹوں کی مصنوعی عدالتیں قائم کر دی تھیں' جہاں کہیں کسی پر شبہ ہوا' اس کو مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش کیا گیا' اور اس نے حکم جاری کر دیا کہ اس کو پھانسی پر چڑھا دو' پھانسی پر اسکو لٹکا دیا گیا' اسی دوران ایک مقدمہ میرٹھ میں حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف بھی قائم ہو گیا۔ اور مجسٹریٹ کے یہاں پیشی ہو گئی' جب مجسٹریٹ کے پاس پہنچے تو اس نے پوچھا کہ تمہارے پاس ہتھیار ہیں؟ اس لئے کہ اطلاع یہ ملی تھی کہ ان کے پاس بندوقیں ہیں' اور حقیقت میں حضرت کے پاس بندوقیں تھیں' چنانچہ جس وقت مجسٹریٹ نے یہ سوال کیا' اس وقت حضرت کے ہاتھ میں تسبیح تھی' آپ نے وہ تسبیح اس کو دکھاتے ہو فرمایا ہمارا ہتھیار یہ ہے' یہ نہیں فرمایا کہ میرے پاس ہتھیار نہیں ہے' اس لئے کہ یہ جھوٹ ہو جاتا۔۔۔ آپ کا حلیہ بھی ایسا تھا کہ بالکل درویش صفت معلوم ہوتے تھے'۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی مدد بھی فرماتے ہیں' ابھی سوال جواب ہو رہا تھا کہ اتنے میں کوئی دیہاتی وہاں آ گیا' اس نے جب دیکھا کہ حضرت سے اس طرح سوال جواب ہو رہے ہیں تو اس نے کہا کہ ارے! اس کو کہاں سے پکڑ لائے' یہ تو ہمارے محلے کا موجن (موذن) ہے' اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلاصی عطا فرمائی۔

حضرت نانوتویؒ اور جھوٹ سے پرہیز

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف گرفتاری کے وارنٹ جاری ہو چکے ہیں۔ چاروں طرف پولیس تلاش کرتی پھر رہی ہے اور آپ چھتہ کی مسجد میں تشریف فرما ہیں' وہاں پولیس پہنچ گئی' مسجد کے اندر آپ اکیلے تھے۔۔۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کا نام سن کر ذہنوں میں تصور آتا تھا کہ آپ بہت بڑے عالم ہیں تو آپ شاندار قسم کے لباس اور جبہ قبہ پہنے ہونگے' وہاں تو کچھ بھی نہیں تھا۔ آپ تو ہر وقت ایک معمولی لنگی ایک معمولی کرتہ پہنے ہوتے تھے۔ جب پولیس اندر داخل ہوئی تو یہ سمجھا کہ یہ مسجد کا کوئی خادم ہے۔ چنانچہ پولیس نے پوچھا کہ مولانا محمد قاسم صاحب کہاں ہیں؟ آپ فوراً" اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے' اور ایک قدم پیچھے ہٹ کر کہا کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے تو یہاں تھے' اور اس کے ذریعہ اس کو یہ تاثر دیا کہ اس وقت یہاں موجود نہیں ہیں۔ لیکن زبان سے یہ جھوٹا کلمہ نہیں نکلا کہ یہاں نہیں ہیں' چنانچہ وہ پولیس واپس چلی گئی۔

اللہ تعالیٰ کے بندے ایسے وقت میں بھی' جب کہ جان پر بنی ہوئی ہو' اس وقت بھی یہ خیال رہتا ہے کہ زبان سے کوئی غلط لفظ نہ نکلے۔ زبان سے صریح جھوٹ نہ نکلے' اور اگر کبھی مشکل وقت آ جائے تو اس وقت بھی توریہ کرکے اور گول مول بات کرکے کام چل جائے' یہ بہتر ہے۔ البتہ اگر جان پر بن جائے' جان جانے کا خطرہ ہو' یا شدید ناقابل برداشت ظلم کا اندیشہ ہو' اور توریہ سے اور گول مول بات کرنے سے بھی بات نہ بنے تو اس وقت شریعت نے جھوٹ بولنے کی بھی اجازت دے دی ہے' لیکن اس اجازت کو اتنی کثرت کے ساتھ استعمال کرنا' جس طرح آج اس کا استعمال ہو رہا ہے' یہ سب حرام ہے' اور اس میں جھوٹی گواہی کا گناہ ہے' اللہ تعالیٰ ہم سب کی اس سے حفاظت فرمائے۔ آمین۔

بچوں کے دلوں میں جھوٹ کی نفرت

بچوں کے دل میں جھوٹ کی نفرت پیدا کریں' خود بھی شروع سے جھوٹ سے بچنے کی عادت ڈالیں۔ اور بچوں سے اس طرح بات کریں کہ ان کے دلوں میں بھی جھوٹ کی نفرت پیدا ہو جائے' اور سچائی کی محبت پیدا ہو' اس لئے بچوں کے سامنے بھی غلط بات کوئی جھوٹ نہ بولیں' اس لئے کہ جب بچہ یہ دیکھتا ہے کہ باپ جھوٹ بول رہا ہے' ماں جھوٹ بول رہی ہے تو پھر بچے کے دل سے جھوٹ بولنے کی نفرت ختم ہو جاتی ہے۔ اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ یہ جھوٹ بولنا تو روزانہ کا معمول ہے' اس لئے بچپن ہی سے بچوں میں اس بات کی عادت ڈالی جائے کہ زبان سے جو بات نکلے' وہ پتھر کی لکیر ہو' اس میں کوئی غلطی نہ ہو' اور نفس الامر کے خلاف کوئی بات نہ ہو۔ دیکھئے' نبوت کے بعد سب سے اونچا مقام "صدیق" کا مقام ہے۔ اور "صدیق" کے معنی ہیں "بہت سچا" جس کے قول میں خلاف واقعہ بات کا شبہ بھی نہ ہو۔

جھوٹ عمل سے بھی ہوتا ہے

جھوٹ جس طرح زبان سے ہوتا ہے' بعض اوقات عمل سے بھی ہوتا ہے' اس لئے کہ بعض اوقات انسان ایسا عمل کرتا ہی' جو در حقیقت جھوٹا عمل ہوتا ہے' حدیث میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

باقی ص ۲۷ پر

قاری عنایت الرحمٰن رحمانی ڈیرہ اسمٰعیل خان

اسلامی نظامِ عدل ہی امن کا ضامن ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے

"اے ایمان والو! انصاف پر خوب قائم رہنے والے اللہ کے لئے گواہی دینے والے رہو اگرچہ اپنی ہی ذات پر ہو یا کہ والدین اور دوسرے رشتہ داروں کے مقابلہ میں ہو وہ شخص اگر امیر ہے یا غریب ہے تو دونوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو زیادہ تعلق ہے سو تم خواہش نفس کا اتباع مت کرنا کبھی تم حق سے ہٹ جاؤ اور اگر تم کج بیانی کرو گے یا پہلو تہی کرو گے تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب اعمال کی پوری خبر رکھتے ہیں"

(سورۃ نساء)

ایک اور جگہ حق تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

"اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کے لئے پوری پابندی کرنے والے انصاف کے ساتھ شہادت ادا کرنے والے رہو اور کسی خاص گروہ کی عداوت تم کو اس پر باعث نہ ہو جائے کہ تم عدل نہ کرو' عدل کیا کرو کہ وہ تقویٰ سے سے زیادہ قریب ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو' بلاشبہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب اعمال کی پوری اطلاع ہے"(سورۃ مائدہ)

ان آیات مبارکہ میں تمام مسلمانوں کو عدل و انصاف پر قائم رہنے اور سچی گواہی دینے کی ہدایت کی گئی ہے اور جو چیزیں قیام عدل اور اچھی گواہی میں رکاوٹ ہو سکتی ہیں انکو نہایت بلیغ انداز میں کیا گیا ہے' نیز سورہ حدید کی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں حضرت آدم علیہ السلام کو خلیفۃ اللہ بنا کر بھیجنے کا اور پھر انکے بعد دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کو یکے بعد دیگرے بحیثیت خلیفہ سے اللہ بھیجتے رہنے کا اور انکے ساتھ بہت سی کتابیں اور صحیفے نازل فرمانے کا اہم مقصد یہی تھا کہ دنیا میں انصاف اور اسکے ذریعہ امن و امان قائم ہو' ہر فرد انسانی اپنے اپنے دائرہ اختیار میں انصاف کو اپنا شعار بنالے اور جو سرکش لوگ وعظ و پند اور تعلیم و تبلیغ کے ذریعہ عدل و انصاف پر نہ آئیں اور اپنی سرکشی پر اڑے رہیں انکو قانونی سیاست اور تعزیر و سزا کے ذریعہ انصاف پر قائم رہنے کے لئے مجبور کیا جائے' سورہ حدید کی پچیسویں (۲۵) آیت میں اس حقیقت کو اس طرح واضح کیا گیا ہے کہ

"ہم نے بھیجے ہیں اپنے رسول نشانیاں دیکر اور اتاری انکے ساتھ کتاب اور ترازو تاکہ لوگ سیدھے رہیں انصاف پر اور ہم نے اتارا لوہا اس میں بڑا رعب ہے' اور اس سے لوگوں کے کام چلتے ہیں"

آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ بعثت انبیاء اور تنزل کتب سماویہ کا سارا انتظام انصاف ہی کے لئے کھڑا کیا گیا ہے اور آخر میں لوہا اتارنے کا ذکر کرکے اسطرح بھی اشارہ فرمادیا کہ سب لوگوں کو انصاف پر قائم رکھنے کے لئے صرف وعظ و نصیحت ہی کافی نہ ہوگی بلکہ کچھ شریر لوگ ایسے بھی ہونگے جنکو لوہے کی زنجیروں اور دوسرے ہتھیاروں سے مرعوب کرکے انصاف پر قائم کیا جائیگا۔

آیات مذکورہ میں واضح طور پر یہ ہدایت بھی کی گئی ہے کہ انصاف قائم کرنا اور اس پر قائم رہنا صرف حکومت اور عدالت کا فریضہ نہیں بلکہ ہر انسان اسکا مکلف و مخاطب ہے کہ وہ خود انصاف پر قائم رہے اور دوسروں کو انصاف پر قائم رکھنے کے لئے کوشش کرے' ہاں انصاف کا صرف ایک درجہ حکومت اور حکام کے ساتھ مخصوص ہے وہ یہ کہ شریر اور سرکش انسان جب انصاف کے خلاف اڑجائیں' نہ خود انصاف پر قائم رہیں نہ دوسروں کو عدل و انصاف کرنے دیں تو حاکمانہ تعزیر اور سزا کی ضرورت ہے' یہ اقامت عدل و انصاف ظاہر ہے کہ حکومت ہی کر سکتی ہے جسکے ہاتھ میں اختیار ہے۔

آج کی دنیا میں جاہل عوام کو چھوڑیئے تعلیم یافتہ حضرات بھی یہ سمجھتے ہیں کہ انصاف کرنا صرف حکومت و عدالت کا فریضہ ہے عوام اسکے ذمہ دار نہیں اور یہی وہ سب سے بڑی وجہ ہے جس نے ہر ملک ہر سلطنت میں حکومت اور عوام کو دو متضاد فریق بنادیا ہے' راعی اور رعیت کے درمیان خلاف و اختلاف کی وسیع خلیج حائل کردی ہے ہر ملک کے عوام اپنی حکومت سے عدل و انصاف کا مطالبہ کرتے ہیں لیکن خود کسی انصاف پر قائم رہنے کے لئے تیار نہیں ہوتے اسی کا نتیجہ ہے جو دنیا آنکھوں سے دیکھ رہی ہے کہ قانون معطل ہے اور جرائم کی روز افزوں ترقی ہے۔

اب سے تقریباً سو سال قبل تک کا ہی موازنہ کریں' اعداد و شمار محفوظ ہیں وہ گواہی دیں گے کہ جوں جوں قانون سازی بڑھی' قانون میں عوام کی مرضی کی نمائش بڑھی اور تنفیذ قانون کے لئے مشینری بڑھی ایک پولیس کے بجائے مختلف اقسام کی پولیس بروئے کار آئی اتنے ہی روز بروز جرائم بڑھے اور لوگ انصاف سے دور ہوتے چلے گئے اور اسی رفتار سے دنیا کی بدامنی بڑھتی چلی گئی۔ کوئی مرد رشید نہیں جو آنکھ کھول کر دیکھے اور چلتی ہوئی رسموں کی جکڑ بندی کو توڑ کر ذرا رسول اکرم ﷺ کے لائے ہوئے پیغام کو سوچے سمجھے اور اس حقیقت پر غور کرے کہ دنیا کا امن و سکون نرے تعزیرات سے نہ کبھی حاصل ہوا اور نہ آئندہ ہوگا' عالم کے امن و امان کی ضمانت صرف عقیدہ آخرت اور خوف خدا دے سکتا ہے جسکے ذریعے سارے فرائض راعی' رعیت اور عوام' حکومت میں مشترک ہو جاتے ہیں اور ہر شخص اپنی ذمہ داری کو محسوس کرنے لگتا ہے قانون کے احترام و حفاظت کے لئے عوام یہ کہہ کر آزاد نہیں ہو جاتے کہ یہ کام حکام کا ہے' قرآن مجید کی مذکورہ آیتیں بسلسلہ قیام عدل و انصاف اسی انقلابی عقیدہ کی تلقین پر ختم کی گئی ہیں۔

چنانچہ سورۃ نساء کی آیت کے اختتام پر "ان اللہ کان بما تعملون خبیرا" کا ارشاد ہوا اور سورۃ مائدہ کی آیت کے آخر میں اول تقویٰ کی ہدایت فرمائی اور پھر فرمایا" ان اللہ خبیر بما تعملون "اور سورۃ حدید کی آیت کے آخر میں ارشاد ہوا "ان اللہ قوی عزیز" ان تینوں آیات میں حکام اور عوام دونوں کو عدل و انصاف پر قائم رہنے اور قائم رکھنے کی ہدایت دینے کے بعد خواتم آیات میں سب کی نظریں اس حقیقت کی طرف پھیردی گئی ہیں جو انسان کی زندگی اور اسکے خیال اور جذبات میں انقلاب عظیم پیدا کرنے والی ہے' یعنی خدا تعالیٰ کی قوت و سلطنت اسکے سامنے حاضری و حساب اور جزاء و سزا کا تصور یہی وہ چیز تھی جس نے آج سے سو برس پہلے کی ناخواندہ دنیا کو آج کی نسبت بہت زیادہ امن و سکون بخشا ہوا تھا اور یہی وہ چیز ہے جسکے نظر انداز کر دینے کی وجہ سے آج کی ترقی یافتہ آسمانوں سے باتیں کرنے والی' سیارے اڑانے والی دنیا امن و چین سے محروم ہے۔ روشن خیال دنیا سن لے کہ سائنس کی حیرت انگیز ترقیوں سے وہ آسمان کی طرف چڑھ سکتے ہیں سیاروں پر اور سمندر میں جا سکتے ہیں لیکن امن و امان اور سکون و اطمینان جو ان سارے سامانوں اور کارخانوں کا اصل مقصد ہے وہ نہ انکو کسی سیارے میں ہاتھ آئیگا نہ کسی نئی سے نئی ایجاد میں۔ وہ ملے گا تو پیغمبر عربی ﷺ کے پیغام اور انکی تعلیمات میں خدا تعالیٰ کے ماننے اور آخرت کے حساب پر عقیدہ رکھنے میں۔

قرآن حکیم نے ایک طرف تو دنیا کے سارے نظام کا منشاء ہی قیام عدل و انصاف بتلایا دوسری طرف اسکا ایک بے مثال انتظام ایسا عجیب و غریب فرمایا کہ اگر اسکے پورے نظام کو اپنایا جائے اور اس پر عمل کیا جائے تو یہی خونخوار و بدکار دنیا ایک ایسے صالح معاشرے میں تبدیل ہو جائے جو آخرت کی جنت سے پہلے نقد جنت ہو چنانچہ ارشاد قرآنی ہے۔ ولمن خاف مقام ربہ جنتٰن" جسکی ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ خدا سے ڈرنے والوں کو دو جنتیں ملیں گی ایک آخرت میں دوسری نقد دنیا میں اسکا ظہور مشاہدہ میں آجائے یہ صرف فرضی خیال نہیں بلکہ اس پیغام کے لانے والے مقدس رسول اللہ ﷺ نے اسکو عملی صورت میں لاکر چھوڑا ہے اور انکے بعد خلفاء راشدینؓ اور دوسرے متبع سنت سلاطین نے جب بھی اس پر عمل کیا تو شیر اور بکری کے ایک گھاٹ پر پانی پینے کی فرضی مثال ایک حقیقت بنکر لوگوں

باقی ص ۲۷ پر

سعید ہمایوں ایڈووکیٹ

قادیانیت میں الہام کا غلط تصور

قادیانی جماعت بظاہر دو فرقوں میں تقسیم ہے۔ اول وہ جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتے ہیں۔ دوم وہ جو ان کو مجدد صد چہار دہم مانتے ہیں۔ لیکن یہ دونوں فرقے مرزا غلام احمد قادیانی کی تصنیف براہین احمدیہ جو ۱۸۸۴ء میں پہلی مرتبہ قادیان سے شائع ہوئی۔ اپنے عقائد کی اصل اساس سمجھتے ہیں۔ لیکن براہین احمدیہ کا نامکمل طبع اول پر اشاعت کا سال ۱۸۸۰ء درج ہے جو امر تسر پنجاب سے شائع ہوئی اور سفیر ہند نامی چھاپے خانہ میں چھپی ۱۸۸۰ء میں شائع ہونے والی کتاب پر مصنف کے نام کے الفاظ اس طرح تحریر ہیں۔

فخر اہل اسلام پنجاب میرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان ضلع گورداسپور پنجاب دام اقبالہم

اس کتاب کی ابتداء میں ایک اشتہار بھی چھپا ہے جس میں یہ دعویٰ بھی ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی کتاب سے حقیقت قرآن مجید اور صدق رسالت حضرت خاتم الانبیاء ﷺ اس کی کتاب سے اخذ کی ہیں تو مشتہر بلا عذر و حیلہ اپنی جائیداد قیمتی دس ہزار روپیہ قبضہ و دخل دے دوں گا یہ ایک لایعنی اشتہار ہے۔ مصنف کو معلوم ہوتا ہے کہ وہ کس کتاب کا حوالہ دے رہا ہے۔ جب کسی اور کتاب کا حوالہ نہیں دیا محض دس ہزار روپے کے لالچ میں کتاب پڑھنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ جبکہ خود مصنف نے اپنی غربت اور ناداری کا رونا بھی رویا ہے۔

ہمارے سامنے براہین احمدیہ کی طبع پنجم ہے جو ۱۹۷۰ء میں نوائے وقت پرنٹرز نے چھاپی اور جس کے ناشر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ہے۔ اس کتاب پر صفحات کے نمبر ہر صفحہ پر اوپر اور نیچے دونوں طرف تحریر ہیں۔ اوپر دیئے ہوئے نمبروں کا تعلق پرانی طبع اول سے ہے اور نیچے دیئے ہوئے صفحات ۱۹۷۰ء کی کتاب کے ہیں۔ اب ہم ص ۲۱/۳۲ اور ۲۲/ ۳۳ کا حوالہ دے رہے ہیں۔ یہ اس لئے ہے کہ پڑھنے والے پرانی کتاب اور بعد کے اضافوں کو سابقہ حوالوں سے پڑھ اور سمجھ سکیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں کہ۔

"ہم بطور تمثیل کے اس جگہ اسی قسم کی ایک دلیل دلائل مرکبہ مثبتہ حقیقت قرآن مجید سے تحریر کرتے ہیں اور وہ یہ ہے جو تعلیم اصولی فرقان مجید کی دلائل عقلیہ پر مبنی اور مشتمل ہے یعنی فرقان مجید ہر ایک اصول اعتقادی کو جو مدار نجات کا ہے۔ محققانہ طور سے ثابت کرتا ہے اور قوی اور مضبوط فلسفی دلیلوں سے بپایہ صداقت پہنچاتا ہے جیسے وجود صانع عالم کا ثابت کرنا توحید کو بپایہ ثبوت پہنچانا ضرورت الہام پر دلائل قاطعہ کا لکھنا اور کسی احقاق حق اور ابطال باطل سے قاصر نہ رہنا پس یہ امر فرقان مجید کے منجانب اللہ ہونے پر بڑی دلیل ہے۔"

یہ اسی اشتہار کا اقتباس ہے جس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ اس اشتہار کے نیچے لکھا ہے۔

المشتہر

خاکسار مرزا غلام احمد مقام قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

مذکورہ بالا عبارت میں اہم الفاظ ضرورت الہام پر دلائل قاطعہ کا لکھنا۔

اس تحریر کے چند سال بعد مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے الہام کا انکشاف کیا۔ جس کی بنیاد پر پہلے وہ مجدد بنے' پھر مسیح موعود پھر اپنی نبوت کا اعلان کیا اور اس طرح کیا کہ اپنی ایک کتاب میں لکھا کہ جو مجھ کو نبی نہ مانے اس پر لعنت۔ لفظ لعنت کئی سطروں میں لکھا گیا۔

عجب اتفاق یہ ہے کہ ہم کو ایک بھی حدیث یا آیت قرآنی ایسی نہیں ملتی جس میں نبی اکرم ﷺ نے ان لوگوں پر لعنت بھیجی ہو جو آپ کو نبی نہیں مانتے تھے۔ یہاں تک کہ مسیلمہ کذاب پر بھی اس حوالے سے لعنت نہیں بھیجی جبکہ اس نے بھی دعویٰ نبوت کیا تھا۔

سب سے بڑی اور حیرت انگیز حقیقت جو ہم کو دیگر مذاہب کی آسمانی کتابوں میں نہیں ملتی وہ یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی نبوت کے اعلان سے قبل اہل مکہ کو جمع کیا اور اپنے اوصاف حمیدہ کے بارے میں استفسار کیا۔ کیا میں صادق ہوں؟ جواب آیا آپ صادق ہیں۔ اگر میں یہ کہوں کہ اس پہاڑی کے پیچھے دشمن ہے تو یقین کرو گے؟ جواب آیا بالکل کریں گے کیونکہ آپ صادق ہیں۔ جب آپ نے کفار مکہ کے سامنے اعلان نبوت کیا تو آپ کو صادق تسلیم کرنے والے آپ پر ایمان نہیں لائے لیکن آپ نے کسی پر لعنت نہیں بھیجی۔

مرزا غلام احمد قادیانی جو الہام پر دلائل قاطع دے رہے تھے بعد میں اس بات کے دعویدار ہوگئے کہ ان پر بھی الہام ہوتا ہے ان کے الہام کے بارے میں آگے ذکر آئے گا۔

براہین احمدیہ کے طبع اول اور ہمارے سامنے موجود کتاب میں عرض ناشر کے عنوان کے تحت صفحہ ۲/۳ پر مرزا غلام احمد قادیانی کہتے ہیں کہ۔

اس احقر نے ۱۸۶۴ء یا ۱۸۶۵ء میں یعنی اس زمانہ کے قریب قریب کہ یہ ضعیف اپنی عمر کے پہلے حصے میں ہنوز تحصیل علم میں مشغول تھا جناب خاتم الانبیاء ﷺ کو خواب میں دیکھا اس وقت اس عاجز کے ہاتھ میں ایک دینی کتاب تھی جو خود اس عاجز کی تالیف معلوم ہوتی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے اس کتاب کو دیکھ کر عربی زبان میں پوچھا کہ تو نے اس کتاب کا کیا نام رکھا ہے؟ خاکسار نے عرض کیا کہ اس کا نام میں نے قطبی رکھا ہے۔ جس نام کی تعبیر اب اس اشتہار کے تالیف ہونے پر یہ کھلی کہ یہ ایسی کتاب ہے جو قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم ہے۔"

کتاب کے اگلے صفحات میں اس خواب کو مزید اضافوں کے ساتھ لکھا ہے۔ جس کا ذکر آگے آئے گا۔ اللہ کے رسول کو کتاب کا نام قطبی بتا کر کتاب کا نام براہین احمدیہ رکھ دیا۔ جبکہ ایک شریف آدمی اگر کسی شریف آدمی کو کوئی اطلاع دے یا عہد کرے تو پورا کرتا ہے لیکن مرزا غلام احمد قادیانی نے رسول اللہ ﷺ کو جو کتاب کا نام بتایا وہ نہیں رکھا۔ اب آپ غور کریں کہ ایک شخص اگر اللہ کے رسول ﷺ سے غلط بیانی کرے تو کیا وہ مجدد' مہدی یا مسیح موعود ہو سکتا ہے۔ مذکورہ کتاب میں صفحہ ۲/۳ اور ۱۳/ ۱۵ پر تحریر ہے کہ۔

میں نے خدا تعالیٰ کی جناب میں دعا کی تو یہ الہام ہوا کھجور کے تنے کو ہلا تیرے پر تازہ تازہ کھجوریں گریں گی۔

گویا کتاب کی تحریر کے دوران ہی مرزا غلام احمد قادیانی کو الہام ہونا شروع ہو گیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی دوسری تصنیف حقیقتہ الوحی میں بھی اس کا ذکر کیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کو جو انگریزی زبان میں الہام ہوئے وہ بھی ایک نظر دیکھ لیں۔ حوالہ جات مذکورہ کتاب کے حاشیوں سے دیئے جا رہے ہیں۔ انگریزی ترجمہ اس ناچیز کا ہے۔

۱۔ انگریزی میں اول یہ الہام ہوا۔ آئی لو یو یعنی میں تم سے محبت رکھتا ہوں۔ (ص ۳۰۲/۳۱۸)

مذکورہ کتاب میں انگریزی کے الفاظ بھی اردو میں لکھے گئے ہیں لہٰذا قارئین انگریزی میں بھی پڑھ لیں۔

I Love You

۲۔ پھر یہ الہام ہوا آئی ایم ود یو۔

I am with you

یعنی میں تمہارے ساتھ ہوں۔ (ص ۳۰۲/۳۱۸)

۳۔ پھر الہام ہوا آئی شیل ہیلپ یو۔

I shall help you

۴۔ پھر الہام ہوا آئی کین وات آئی ول ڈو۔

I can what I will do

یعنی میں کرسکتا ہوں جو چاہوں گا (ص ۳۰۲/۳۱۸)

۵۔ پھر اس کے بعد بہت ہی زور جس سے بدن کانپ گیا یہ الہام ہوا۔ وی کین واٹ وی ول ڈو۔ We can what we will do یعنی ہم کرسکتے ہیں جو چاہیں گے۔ (ص ۳۰۲/۳۱۸)

اس وقت ایک ایسا لہجہ اور تلفظ معلوم ہوا کہ گویا ایک انگریز ہے جو سر پر کھڑا ہوا بول رہا ہے۔ (ص ۳۰۲/۳۱۸)

اور باوجود پر دہشت ہونے کے پھر اس میں ایک لذت تھی جس سے روح کو معنی معلوم کرنے سے پہلے ہی ایک تسلی اور تشفی ملتی تھی اور یہ انگریزی زبان کا الہام اکثر ہوتا رہا ہے۔ (ص ۳۰۳/۳۱۹)

۶۔ ایک دفعہ ایک طالب علم انگریز خواں ملنے کو آیا اس کے روبرو یہی الہام ہوا۔ دس از مائی اینیمی۔

This is my enemy

یعنی یہ میرا دشمن ہے۔ (ص ۳۰۳/۳۱۹)

۷۔ یہ دو فقرے انگریزی میں الہام ہوئے۔ گوڈ از کمنگ بائی ہز آرمی۔ ہی از ودھ یو ٹو کل اینیمی۔

God is coming by his army. He is with you to kill enemy.

یعنی خدائے تعالیٰ دلائل و براہین کا لشکر لے کر چلا آتا ہے وہ دشمن کو مغلوب اور ہلاک کرنے کے لئے تمہارے ساتھ ہے۔ (ص ۳۰۴/۳۲۰ تا ۳۰۵/۳۲۱)

۸۔ انگریزی میں ایک الہام ہوا جو شہاب الدین کو سنایا گیا۔ اور وہ یہ ہے۔ دو آل مین شڈبی انگری بٹ گوڈ از ودھ یو ہی شیل ہیلپ یو ورڈز آف گوڈ کین ناٹ ایکسچینج۔

Though all men should be angry but God is with you. He shall help you. Words of God can not exchange.

یعنی تمام آدمی ناراض ہوں گے مگر خدا تمہارے ساتھ ہے وہ تمہاری مدد کرے گا خدا کی باتیں بدل نہیں سکتیں۔ (ص ۳۵۱/۳۶۷)

۹۔ پھر الہام ہوا۔ آئی شیل گیو یو لارج پارٹی آف اسلام۔

I shall give you large party of Islam.

چونکہ اس وقت یعنی آج کے دن اس جگہ کوئی انگریزی خوان نہیں اور نہ اس کے پورے پورے معنی کھلے نہیں اس لئے بغیر معنوں کے لکھا گیا۔ (ص ۳۵۳/۳۶۹)

۱۰۔ پھر بعد اس کے یہ الہام ہوا (عربی کے الفاظ نقل نہیں کئے جارہے بلکہ ترجمہ دیا جارہا ہے)۔

اے عیسیٰ میں تجھے کامل اجر بخشوں گا یا وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا یعنی رفع درجات کروں گا یا دنیا سے اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ اور تابعین کو ان پر جو منکر ہیں قیامت تک غلبہ بخشوں گا۔ یعنی تیرے ہم عقیدہ اور ہم مشربوں کو حجت اور برہان کی رو سے دوسرے لوگوں پر قیامت تک فائق رکھوں گا۔ پہلوں میں سے بھی ایک گروہ ہے پچھلوں میں سے بھی ایک گروہ ہے۔ اس جگہ عیسیٰ کے نام سے یہی عاجز مراد ہے۔ (ص ۳۵۳/۳۶۹)

۱۱۔ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں۔

ہر ایک دن میں وہ ایک شان میں ہے پس ہم نے وہ نشان سلیمان کو سمجھائے۔ یعنی اس عاجز کو (عاجز سے مراد مرزا قادیانی۔ ناقل) (ص ۳۵۶/۳۷۲)

۱۲۔ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں۔

اور اسی طرح ہم نے یوسف پر احسان کیا۔ تاہم اس سے بدی اور فحش کو روک دیں اور ناداں لوگوں کو ڈراوے جن کے باپ دادوں کو کسی نے نہیں ڈرایا۔ سو وہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں اس جگہ یوسف کے لفظ سے یہی عاجز مراد ہے۔ (عاجز سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی۔ ناقل)۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے الہام' اشارات کے بعد اب ان کے ایک کشف کا بھی حال سن لیں۔

۱۳۔ اس جگہ ایک نہایت ہی روشن کشف یاد آیا اور وہ یہ ہے کہ نماز مغرب کے بعد عین بیداری میں ایک تھوڑی سی غنیت حس سے جو خفیف نشاء سے مشابہ تھی۔ ایک عجیب عالم ظاہر ہوا کہ پہلے ایک دفعہ چند آدمیوں کے جلد جلد آنے کی آواز آئی جیسی بسرعت چلنے کی حالت میں پاؤں کی جوتی اور موزہ کی آواز آتی ہے پھر اسی وقت پانچ آدمی نہایت وجیہہ اور مقبول اور خوبصورت سامنے آگئے۔ یعنی جناب پیغمبر خدا ﷺ و حضرت علی و حسنین و فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہم اجمعین اور ایک نے ان میں سے اور ایسا یاد پڑتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نہایت محبت اور شفقت سے مادر مہربان کی طرح اس عاجز کا سر اپنی ران پر رکھ لیا۔ پھر بعد اس کے ایک کتاب مجھ کو دی گئی جس کی نسبت یہ بتلایا گیا کہ یہ تفسیر قرآن ہے جس کو علی نے تالیف کیا ہے اور اب علی وہ تفسیر تجھ کو دیتا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک پھر بعد اس کے یہ الہام ہوا (عربی الفاظ کی جگہ اردو ترجمہ لکھا جارہا ہے) تو سیدھی راہ پر ہے پس جو حکم کیا جاتا ہے اس کو کھول کر سنا اور جاہلوں سے کنارا کر۔

(حاشیہ ص ۳۱۹/۳۳۲)

اس وقت میں بے چین ہو جاتا ہوں جب کوئی خود میرے عقائد کے خلاف محاذ آرائی کرے ---- یا آسمانی کتابوں میں اپنے اور اپنی ذات کے حوالے دینے لگے ------ اور وہ بھی بغیر کسی دلیل کے۔

مرزا غلام احمد قادیانی "الہام" "القا" وجدان' اور کشف سے کتنے واقف ہیں اس سلسلہ میں (الہام نمبر۹) جس کا حوالہ دیا جاچکا ہے اس کو لیتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو جب یہ الہام ہوا کہ I shall give you large party of Islam تو انہوں نے لکھا کہ آج کے دن اس جگہ کوئی انگریزی خواں نہیں اور اس کے پورے پورے معنی نہیں کھولے اس لئے بغیر معنوں کے لکھا گیا۔

قادیانی حضرات مرزا غلام احمد قادیانی کی حقیقتہ الوحی پڑھ لیں اور فیصلہ کریں کہ کم از کم خدا کو بھی یہ معلوم ہوگا کہ میرزا غلام احمد قادیانی انگریزی سے نابلد ہے تو پھر انگریزی زبان میں کیوں الہام ہوتے تھے۔ اگر "الہام" کی کیت و کیفیت کسی ایسے فرد کی محتاج ہو اس کا ترجمہ یا تفسیر بیان کرے اور صاحب الہام اس سے ناواقف ہو تو کیا وہ الہام کے زمرے میں آتا ہے؟

قرآن میں آیا کہ ہم شہد کی مکھی پر بھی وحی کرتے ہیں (یعنی الہام) تو اس کا واضح مطلب یہ ہوا کہ تجلیات عرفان الٰہی جس پر بشکل الہام نازل ہوتی ہیں اس کا اس الہامی زبان کا جاننا ضروری ہے۔ اگر وہ الہامی زبان سے ناواقف ہے تو وہ کس طرح اپنے مہدی' مجدد یا مسیح موعود ہونے کا دعویدار ہے۔

خدائے بزرگ و برتر جو مکمل "دانش کامل" ہے اور قادر اللسان یعنی سب زبانوں کا جاننے اور سمجھنے والا ہی نہیں پیدا کرنے والا ہے۔ وہ انگریزی لفظ shall اور will کے فرق سے کس طرح ناواقف ہو سکتا ہے۔ اور کس طرح ایک ایسے شخص پر نزول الہام ایک ایسی زبان میں فرما سکتا ہے۔ جس زبان سے وہ شخص ناواقف ہو۔

انگریزی لفظ shall کسی نہ کسی سبب یا وجہ سے کسی تعارف یا ثبوت کا محتاج ہے اس کے بالکل برعکس انگریزی لفظ will جب کسی فعل کے ساتھ استعمال ہوتا ہے تو بمعنی' قطعی اور یقینی کے ہوتا ہے۔ پھر ان کا الہام نمبر۵ ہے۔ جس کے بارے میں مرزا غلام احمد قادیانی کہتے ہیں کہ گویا ایک انگریز ہے جو سر پہ کھڑا ہو کر بول رہا ہے۔ یہ الہام بھی محض ایک نو آموز شاگرد کی مشق کے مترادف ہے۔ بہرحال چوتھے اور پانچویں نمبر کے الہامی جملے پھر پڑھ لیں۔

4- I can what I will do

5- We can what we will do

"الہام" عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی منجانب اللہ کوئی خیال دل میں آنا "القا" بھی عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی وہ بات جو خدا دل میں ڈال دے "وحی" بھی عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی خدا کا حکم جو پیغمبروں پر اترتا تھا۔ کتاب الٰہی کنایتہ" وہ کلام جس سے انکار کرنے کی گنجائش نہ ہو۔

کشف ۔ بمعنی انکشاف۔

راقم الحروف تو ایک بہت ہی کم علم انسان ہے اور اپنی کم علمی کا احساس بھی رکھتا ہے۔ تعجب اس امر پر ہے کہ گروہ قادیان یا گروہ احمدیت میں بھی یقیناً ایسے بہت سے افراد ہوں

گے جو قرآن کا باقاعدگی سے مطالعہ کرتے ہوں گے اور یقیناً انہوں نے یہ آیت مبارکہ بھی پڑھی ہوگی۔

انہ لقول رسول کریم یعنی بے شک یہ قرآن رسول کریم کا قول ہے تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی جن آیات کو اپنی ذات کے لئے یہ کہہ کر استعمال کررہے ہیں کہ اس سے مراد یہ عاجز ہے۔ تو کیا مرزا غلام احمد قادیانی سلیمانؑ یوسفؑ اور عیسٰیؑ کی طرح کیفیت وحی سے گزرے۔

کیونکہ الہام منجانب اللہ ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی الہامی کیفیات میں کبھی سلیمانؑ بن جاتے تھے۔ کبھی یوسفؑ اور کبھی عیسٰیؑ۔

ان کا کشف جو عین بیداری میں ہوا۔ جس میں انہوں نے رسالتماب ﷺ' حضرت علیؓ' فاطمتہ الزہراؓ اور امام حسنؓ اور امام حسینؓ کی زیارت کی مرزا غلام احمد کو بھی معلوم تھا کہ حضرت فاطمہ امہات المومنین کے زمرے میں نہیں آتیں در آنحالیکہ درجات ایمانی و روحانی میں کسی سے کم بھی نہیں لیکن مرزا غلام احمد حضرت فاطمہ کے زانو کو "ران" کہتے ہیں اس سے یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ ان کی عربی اور فارسی کی استعداد کتنی تھی اور وہ اہل بیت سے کتنی محبت کرتے ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی اس حقیقت سے بھی واقف نہیں تھے کہ خود ان کی موت سے تین سو سال پہلے انگریزوں کو لاطینی زبان میں الہام۔ القا یا کشف ہوتا تھا کیونکہ انگلستان میں ذریعہ تعلیم آج سے تقریباً ساڑھے تین سو چار سو سال پہلے صرف لاطینی زبان میں تھا۔

جب ان کو انگریزی آتی ہی نہیں تھی تو انگریزی میں ان کو کس طرح الہام ہوا یہ مسئلہ بہت اہم ہے اس پر اہل علم و دانش کو غور کرنا چاہئے۔ لیکن پہلے ممتاز مفکر مدیر اعلیٰ ہفت روزہ شورش جناب مشرف علی شمسی کا نکتہ نظر بھی سن لیں۔ مشرف علی شمسی انگریزی زبان میں ذریعہ تعلیم پر یقین نہیں رکھتے ان کا کہنا ہے کہ جرمنی' جاپان' چین' کوریا' سائنسی اور فنی اعتبار سے دنیا کی ترقی یافتہ قومیں ہیں۔ جہاں انگریزی زبان ذریعہ تعلیم نہیں ان کا کہنا ہے کہ بچہ جس زبان میں سوچتا ہے وہ اسی زبان میں تعلیم حاصل کرے۔

مرزا غلام احمد قادیانی پنجابی زبان بولتے تھے اسی میں سوچتے تھے لیکن ان کو الہام انگریزی' فارسی اور عربی میں ہوتے تھے ان کو انگریزی میں انگریزی الہام اس لئے بھی ہوسکتا ہے کہ وہ عام مسلمانوں کو انگریز کی خدمت کے لئے شاید تیار کرنا چاہتے تھے جو زیادہ قرین قیاس ہے۔

جس زمانے میں مرزا قادیانی کی تحریک پنجاب میں فروغ پارہی تھی اس زمانے میں بہائی فرقہ ایران میں کام کررہا تھا۔ اور اسی قسم کی تحریکیں دیگر مسلم ملکوں میں بھی موجود تھیں۔

ان تمام تحریکوں کا محوری نکتہ سیاسی اعتبار سے نو آبادیاتی آقاؤں کو تحفظ فراہم کرنے کا باعث تھا۔ شاید یہی وجہ کہ براہین احمدیہ پر مصنف کے نام سے پہلے فخر اہل اسلام پنجاب کے الفاظ استعمال ہوئے۔

براہین احمدیہ جب شائع ہوئی تھی تو اس کی طبع اول پر مصنف کا نام فخر اہل اسلام پنجاب میرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان لکھا تھا۔ الہام کے بارے میں مرزا غلام احمد قادیانی نے بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر۱ صفحات ۱۳۴/۱۳۸ میں اس طرح لکھا ہے۔

"ایسے وقتوں میں وہی لوگ حجت اسلام ٹھہرتے ہیں جن کا الہام یقینی اور قطعی ہوتا ہے اور جو ان کامل افراد کے قائم مقام ہوتے ہیں جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں۔ اب خلاصہ کلام یہ ہے الہام یقینی اور قطعی ایک قطعی صداقت ہے۔ جس کا وجود افراد کاملہ امت محمدیہ میں ثابت ہے۔"

مذکورہ بالا عبارت سے ظاہر ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے "حجت اسلام" اور "کامل افراد" کے الفاظ خود اپنے لئے استعمال کئے۔ لیکن وہ انگریزی سے نابلد تھے تو ان کا الہام یقینی اور قطعی کیسے ہوگیا۔ ان کی قرآن دانی کا یہ حال ہے کہ قرآن میں اللہ کے رسول کے لئے الفاظ استعمال ہوتے ہیں ما محمد الا رسول یعنی محمد سوائے رسول کے کچھ نہیں ہیں۔ پھر دوسری جگہ الفاظ اس طرح آتے ہیں لا تقولوا راعنا آپؐ کو راؤ کھانے والا بھی نہ کہو (کیونکہ لفظ راعنا کو دبا کر بولنے سے اس کے معنی بھیڑیں چرانے والا ہوجاتے ہیں)۔ پھر آگے آتا ہے قولو انظرنا یہ کہو کہ ہماری طرف نظر فرمائیں۔

لیکن مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب براہین احمدیہ کے بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر۱ صفحہ ۴۳۵/۱۵۹ پر لکھتے ہیں۔

"آنحضرت بڑے جاہ و جلال اور حاکمانہ شان سے ایک زبردست پہلوان کی طرح کرسی پر جلوس فرمارہے تھے۔"

اس ناچیز کم علم نے سیکڑوں ایسی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے جو اللہ کے رسول ﷺ پر لکھی گئیں۔ لیکن کسی نے بھی رسول اللہ ﷺ کو پہلوان سے تشبیہہ نہیں دی۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اسی صفحہ پر لکھا ہے کہ جب وہ کتاب جس کا نام انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو قطبی بتایا تھا جب رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک میں پہنچی تو ایک میوہ کی شکل اختیار کرگئی جو امرود سے مشابہہ تھا لیکن تربوز کے برابر تھا۔ پھر آپؐ نے اس پھل کو قاش قاش کیا اور بمطابق خواب ایک مردہ کو جو زندہ ہوگیا تھا۔ ایک قاش کھانے کو دی۔

راقم الحروف کے نزدیک اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی کتاب رسول ﷺ کو پسند نہیں آئی اور آپؐ نے اس کی کتابی شکل کو ختم کردیا-----اور پھر قاش قاش کردیا----- یعنی پھاڑ دیا----- قرآن محمد رسول اللہ ﷺ کو معلم مکارم اخلاق قرار دیتا ہے۔ حدیث قدسی یہ ہے کہ محمدؐ کو ان القاب سے یاد نہ کرو جو عام انسانوں کے لئے استعمال کرتے ہو۔ نقل کفر' کفر نہ باشد۔ مرزا غلام احمد قادیانی نبیؐ کو پہلوان سے تشبیہہ دیتے ہیں۔ کیا تنقیص شان رسالت ﷺ کرنے والا مسلمان بھی رہ سکتا ہے چہ جائیکہ مجدد' مہدی یا مسیح موعود بلند مرتبہ نبی ہونے کا دعویدار ہو۔

یہ خواب جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ اس کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے ان قاشوں میں سے ایک قاش بھی نہیں کھائی جو بقول ان کے رسول ﷺ نے ان کے دامن میں ڈال دی تھیں۔ اللہ کا رسول کھانے کو دے اور کوئی نہ کھاسکے اور پھر اس واقعہ کو لکھ دے۔ یہ ثبوت کافی ہے کہ رسالت ماب ﷺ کا مرزا غلام احمد قادیانی یا ان کی تحریک سے کوئی واسطہ نہیں۔ عقل والوں کے لئے اس میں نشانیاں ہیں!

تو ہر احمدی کہلانے والے قادیانی کو سوچنا چاہئے کہ کیا ایسا شخص واقعی مجدد' مہدی یا مسیح موعود ہوسکتا ہے جو کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے دی جانے والی شے کو نہ کھائے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے بعد میں اپنے ظلی اور بروزی نبی ہونے کا بھی دعویٰ کیا جو عذر گناہ بدتر از گناہ کے مترادف ہے کیونکہ قرآن میں یہ واضح اعلان موجود ہے کہ کہ اکملت لکم دینکم یعنی تمہارا دین میں نے تمہارے لئے مکمل کردیا۔ جب دین ہی مکمل ہوگیا تو پھر ظلی اور بروزی نبی کی ضرورت کہاں رہی؟

قادیانی حضرات غور کریں کہ اللہ کی طرف سے جب اس امر کی تصدیق ہوگئی کہ دین مکمل ہے تو پھر کون سے دین کی تجدید کی جارہی ہے۔

ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ کیا "اوامر" اور "نواہی" میں مرزا غلام احمد قادیانی یا ان سے پیشتر کسی نے کوئی تبدیلی کی تھی۔ تو ہم دیکھتے ہیں کہ سوائے پیر صدر الدین کے جو اسماعیلی تھے اور بعض اختلافات کی وجہ سے اسماعیلیوں سے علیحدہ ہوگئے تھے انہوں نے "کچی" فرقے کی بنیاد رکھی۔ جو "رمضان" کے بجائے رجب میں روزہ رکھتے ہیں------ جن کو نماز پڑھنے سے منع کیا گیا------ اور صرف قل ھو اللہ احد پڑھنے کو کہا گیا۔ جو اپنے مردوں کے بیریا ہاتھ کی انگلی کاٹ کر دفن کردیتے اور بقیہ جسم کو جلادیتے ہیں۔ جن کی تعداد اس وقت ہندوستان میں کروڑوں میں ہے اور جن کے مندروں کو علی مندر کہا جاتا ہے۔ بھارتی صوبہ گجرات میں آج بھی یہ مندر موجود ہیں۔ مولانا عبدالغنی رامپوری کی تصنیف مذاہب اسلام میں اس واقعہ کی تفصیل موجود ہے۔ ان کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی جو نبی ہونے کے دعویدار ہیں۔

اخبارِ ختمِ نبوت

قادیانیت غیر قانونی سامراج کی یادگار اور عالمی صیہونیت کی عجمی شاخ ہے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا نذیر احمد تونسوی نے جامع مسجد مرکزی ژوب جامع مسجد ملٹری۔ جامع مسجد صدیق اکبر جامع مسجد بلال ژوب میں مختلف اجتماعات میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مکار انگریز جب تاجروں کے بھیس میں قزاقوں کا کردار ادا کرکے برصغیر پر قابض ہوا تو اس نے ملت اسلامیہ کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے لئے فتنہ قادیانیت کو جنم دیا۔ کیونکہ انگریز اس بات کو خوب جانتا تھا کہ اگر اور کچھ نہ ہوا تو کم از کم سو ڈیڑھ سو سال تک مسلمان اس فتنہ کی سرکوبی میں لگے رہیں گے مولانا نذیر احمد تونسوی نے کہا کہ قادیانیت برطانوی سامراج کی یادگار اور عالمی صیہونیت کی عجمی شاخ ہے قادیانیت وحدت اسلامی میں نقب لگا کر استعماری آلہ کار کی حیثیت سے اپنی الگ ریاست قائم کرنے کی خواہاں ہے۔ اس کا جماعتی نصب العین ایک عجمی اسرائیل کا قیام ہے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی پاکستان کے قیام سے قبل برطانوی استعمار کے آلہ کار تھے۔ اب وہ یہودیت کی طرح معاشی طاقت کے بل پر حکومت کے فعال اداروں میں بین الاقوامی استعمار کی معاونت سے پاکستان پر حکمرانی کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ جنکو کبھی بھی شرمندہ تعبیر نہیں ہونے دیا جائے گا مولانا تونسوی نے کہا کہ برصغیر میں سلطان ٹیپو کی شہادت سے لیکر بہادر شاہ ظفر کی گرفتاری تک اگر اسلامی مزاج کی استعمار شکن ذہنیت کو مد نظر رکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ مرزا غلام احمد قادیانی انگریزی کی ہر قسم کی وفاداری اور جہاد کی تنسیخ کے لئے برطانوی استعمار کی طرف سے مبعوث کیا گیا تھا۔ اور اس شخص نے برطانوی شہنشاہیت کی پشت پناہی کے لئے "الہامی بنیاد اور زبانی سند فراہم کی اور قادیانی نبوت سلطان ٹیپو۔ سراج الدولہ اور بہادر شاہ ظفر کے محاربات کی بیخ کنی کا استعماری نسخہ تھا مولانا تونسوی نے کہا کہ قادیانی تنسیخ جہاد کا پروپیگنڈہ کرکے ملت اسلامیہ کی روح حریت کچلنا چاہتے ہیں اور سیاسی سطح پر قادیانی سامراج کے گماشتوں کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ اسرائیل کے ساتھ ربوہ کے روابط اب کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیت امت مسلمہ کے لئے چنے کا کیڑ ہے۔ یہودیت کے مرکز اسرائیل میں ان کے سینٹر کا قیام ہندوستان سے ان کے گٹھ جوڑ اور فرنگ کی اشیرباد کے حصول کا علم رکھنے کے بعد کوئی کو چشم ہوگا جو ان کے خطرناک عزائم نہ جان سکے۔ انہوں نے کہا کہ آج پورے ملک میں خصوصاً کراچی کے حالات قادیانی اسرائیل اور ہندوستان کے گٹھ جوڑ کا نتیجہ ہیں مولانا تونسوی نے کہا کہ حکومت پاکستان کو چاہیے کہ وہ انگریز کے خود کاشتہ پودے قادیانیت کے خطرناک عزائم کو نظر انداز کرنے کی بجائے ان کا سختی سے نوٹس لیکر مسلمانوں میں بڑھتی ہوئی تشویش کا سدباب کرے اور قادیانیوں کی تبلیغی سرگرمیاں جو کفریہ عقائد پر مبنی ہیں فوراً" ان پر پابندی عائد کی جائے اور تمام کلیدی آسامیوں سے قادیانیوں کو برطرف کرکے ان کی جگہ مسلمانوں کا تعین کیا جائے کیونکہ قادیانی ملک اور اسلام دونوں کے غدار اور دشمن ہیں۔ پاکستان کی کلیدی اسامیوں پر ان کا فائز رہنا خطرے سے خالی نہیں ہے۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی بہاولپور میں

بہاولپور۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اور لاہور کے مبلغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اپنے صاحبزادے نعمان اسماعیل کے علاج کے سلسلہ میں سولہ دن تک بہاولپور میں رہے۔ نعمان کو زبردست بخار ہوا بروقت طبی امداد نہ ملنے کی وجہ سے بخار دماغ پر اثر انداز ہوا دماغ متورم ہونے کی وجہ سے زبان اور دایاں ہاتھ اور پاؤں نے کام کرنا چھوڑ دیا۔ چلڈرن اسپیشلسٹ ڈاکٹر سردار عالم نے مختلف ٹیسٹوں کے بعد علاج شروع کیا۔ جس سے بچہ چند دنوں کے بعد روبصحت ہوگیا۔ اگرچہ بول چال ابھی تک نہیں ہوئی۔ تاہم بیماری رک گئی۔ سولہ دنوں میں موصوف نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں حاجی سیف الرحمن' چوہدری محمد علیم' عبدالرحمن انصاری' مولانا محمد اسحاق ساقی' ڈاکٹر عبدالستار اختر سمیت شہر کے مختلف الخیال لوگوں اور جماعتی احباب سے ملاقاتیں کیں۔ موصوف نے اپنے بہاولپور کے قیام میں ڈاکٹر عبدالرحمن ہمدانی' ہارٹ اسپیشلسٹ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ' مولانا محمد حنیف' مولانا عطاء الرحمن' مولانا سعید الرحمن' حاجی عبدالغفور' حاجی اشفاق احمد' مولانا غلام مصطفیٰ' مولانا زبیر احمد' حکیم ارشاد الحق' پروفیسر عطاء اللہ اعوان' غلام منظور احمد رحمت سے جماعتی امور پر مشاورت کی۔ مذکورہ بالا احباب نے جماعتی کام کو تیز کرنے کی تجاویز پیش کیں۔ مجلس بہاولپور کے مبلغ مولانا محمد اسحاق ساقی اکثر احباب سے ملاقات کے لئے ساتھ رہے۔ مولانا شجاع آبادی کے بہاولپور قیام کے دوران چوہدری محمد علیم ناظم اعلیٰ مجلس نے مہمان نوازی کا حق ادا کردیا۔ خداوند قدوس انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ کئی ایک احباب اسپتال میں بچہ کی عیادت کے لئے تشریف لائے اور پریشانی میں ڈھارس بندھواتے رہے۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ان تمام احباب بالخصوص پروفیسر محمد علیم' عبدالعزیز محلہ اسلام پورہ' ملک غلام حسین شجاع آبادی' حاجی عبدالغفور' حکیم ارشاد الحق' ماہر امراض قلب ڈاکٹر غلام مصطفیٰ کا شکریہ ادا کیا۔

قادیانی ملک کے حالات خراب کرکے آٹھویں ترمیم منسوخ کرانا چاہ رہی ہے — ڈاکٹر دین محمد فریدی

قادیانی ملک کے حالات کو خراب کرکے آٹھویں ترمیم مکمل منسوخ کرانا چاہ رہی ہے۔ اسی وجہ سے اس ملک میں چوتھی مرتبہ مردم شماری ملتوی ہو رہی ہے۔ قادیانی آئین کے مطابق اپنے کو غیر مسلم شیڈول کاسٹ میں درج کرانے سے گریزاں ہیں۔ کلیدی آسامیوں پر فائز قادیانی ملک کے امن و امان کی صورت حال خراب کرکے حکومت کو بے بس کر دیتے ہیں۔

حکومتی ادارے اس صورت حال سے بہت اچھی طرح آگاہ ہیں۔ مگر نہ معلوم کیوں اس صورت حال پر گرفت نہیں کر رہے۔

قادیانی آئین کے مطابق ووٹ بھی غیر مسلم شیڈول کاسٹ میں درج نہیں کرا رہے اور اب چوتھی مرتبہ مردم شماری کا التوا کرا کر پاکستان کے حالات خراب کر رہے ہیں۔

میں حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہوں کہ قادیانیوں کے خلاف بغاوت کا مقدمہ چلایا جائے اور ملک میں امن و امان کی صورت حال بحال کی جائے۔

ورلڈ اسلامک فورم کے چیئرمین مولانا زاہد الراشدی نے کہا ہے کہ ملاکنڈ ڈویژن کے لیے صوبہ سرحد کی حکومت کا نافذ کردہ نفاذ شریعت ریگولیشن اس علاقہ کے مسلمانوں کی جدوجہد اور قربانیوں کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے۔ کیونکہ اس ریگولیشن کے ذریعہ شریعت کے نام پر وہی عدالتی نظام ان پر مسلط کردیا گیا ہے جس کے خلاف وہ جدوجہد کر رہے تھے' صوبہ سرحد ملاکنڈ ڈویژن اور آزاد کشمیر کے ایک ہفتہ کے تفصیلی دورہ کے بعد تاثرات بیان کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ انہوں نے اس دوران راولپنڈی' پشاور' مینگورہ' سیدو شریف' خوازہ خیلہ' شانگلہ' اپنجریاں' مانسہرہ' ایبٹ آباد' ہری پور' پلندری اور جہلم میں تحریک نفاذ شریعت اور جمعیت علماء اسلام کے دونوں دھڑوں میں اتحاد کے بارے میں مختلف طبقات کے سرکردہ حضرات سے ملاقاتیں کی ہیں اور ملاکنڈ ڈویژن کی نفاذ شریعت کی جدوجہد کا جائزہ لیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ملاکنڈ ڈویژن کے عوام کی جدوجہد کا مقصد یہ تھا کہ اسی علاقہ میں فاٹا کے قوانین ختم ہوجانے کے بعد پیدا ہونے والا قانونی خلاء انگریزی عدالتی نظام کی بجائے شرعی عدالتی نظام کے ذریعہ پر کیا جائے لیکن صوبہ سرحد کی حکومت نے نفاذ شریعت ریگولیشن کے نام پر انگریزی قانونی نظام وہاں نافذ کردیا ہے انہوں نے کہا کہ جمعیت علماء اسلام سے وابستہ علماء اور کارکن ہر جگہ جماعتی اتحاد کے لیے بے تاب ہیں اور دونوں دھڑوں کے لیڈروں کو بالآخر جماعتی کارکنوں کی خواہشات کے سامنے جھکنا پڑے گا۔

ہم
نفیس، خوبصورت اور خوشنما ڈیزائن چینی [پورسلین] کے
اعلیٰ قسم کے برتن بناتے ہیں
آج کے دور میں ہر گھر کی ضرورت
چینی کے برتن
ایک بار آزمائیے
استعمال میں اعلیٰ —— چلنے میں دیرپا
داؤد ابھائی سرامک انڈسٹریز لمیٹڈ
۲۵/بی سائٹ کراچی۔ فون نمبر ۲۹۱۴۳۹

بقیہ امت محمدیہ آخری امت

تیز رفتار ذرائع رسل و رسائل اور وسائل نقل و حمل کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا ایسے دعوے کی صداقت پر صرف اس لئے ایمان لے آنا کہ اگر محمد رسول اللہ ﷺ ایسا فرماتے ہیں تو بات سچی ہے یہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ہی شان تھی آج کا مسلمان نماز روزہ حج زکوۃ اور شریعت اسلامیہ کے دوسرے واضح احکامات کے بارے میں بھی شکوک اور وسوسوں کا شکار ہے۔ اس مرض کا علاج صرف و صرف یہی ہے کہ دین کا صحیح علم حاصل کیا جائے علمائے حق سے رابطہ رکھا جائے۔ اہل اللہ سے تزکیہ باطن اور اصلاح نفس کرائی جائے اور اپنے گھریلوں ماحول کو جہالت' بے حیائی' فیشن پرستی اور آزاد روی کی گندگیوں سے پاک کیا جائے اللہ ہمیں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ بے حیائی کا فروغ

کہاں ہیں وہ مذہبی رہنما جو اسلام کے بلند و بانگ دعوے کرتے ہیں۔ کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ حکومت کی ناپسندیدہ اور غیر اسلامی حرکات کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں۔ علامہ شہیدؒ نے کہا تھا اس ملک کو صدیقؓ کی ضرورت ہے' اس ملک کو عمرؓ کی ضرورت ہے۔

ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں کہ یہ کسی دیوبندی' بریلوی یا اہلحدیث کا مسئلہ نہیں یہ امت مسلمہ کا مسئلہ ہے۔ امت مسلمہ کے مذہبی رہنما ہوش سے کام لیں ورنہ دوسرے اسلامی ممالک پاکستان کی طرف پناہ گاہ کے طور پر دیکھنا بند کردیں گے۔ اگر اس ملک میں بڑھتے ہوئے فحاشی کے سیلاب کو نہ روکا گیا تو اس کے نتائج نہایت خطرناک ہوں گے۔ (اہل حدیث لاہور)

بقیہ اسلامی نظام عدل

کے مشاہدہ میں آئی' غریب و امیر' مزدور و سرمایہ دار کا تفرقہ یکسر مٹ گیا قانون کا احترام ہر فرد اپنے گھروں کے بند کمروں میں رات کی تاریکیوں میں کرنے لگا' یہ کوئی افسانہ نہیں بلکہ تاریخی حقائق ہیں جنکا اعتراف غیروں نے بھی کیا اور ہر صاف دل غیر مسلم بھی اسکے ماننے پر مجبور ہوا۔

عدل و انصاف کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے والی عادتاً" دو چیزیں ہوا کرتی ہیں۔ ایک کسی کی محبت و قربت یا دوستی و تعلق جسکا تقاضا شاہد کے دل میں یہ ہوتا ہے کہ شہادت اسکے موافق دیجائے تاکہ یہ نقصان سے محفوظ رہیں اور انکو نفع پہنچے دوسری چیز کسی سے عداوت و دشمنی ہے جو شاہد کو اسکے خلاف شہادت پر آمادہ کرسکتی ہے' غرض محبت و عداوت دو ایسی چیزیں ہیں جو انسان کو عدل و انصاف کی راہ سے ہٹا کر ظلم و جور میں مبتلا کرسکتی ہیں۔

الغرض حکام و عوام ہم سب کو خدا تعالیٰ کی قدرت قاہرہ اور روز جزاء کے حساب سے ڈرا کر اس کے لئے تیار کیا گیا ہے کہ عوام خود بھی قانون کا احترام کریں اور حکام جو تنفیذ قانون کے ذمہ دار ہیں وہ بھی تنفیذ قانون میں خدا و آخرت کو سامنے رکھ کر خلق خدا کے خادم بنیں قانون کو خدمت خلق اور اصلاح عالم کا ذریعہ بنائیں' لوگوں کی پریشانیوں میں اضافہ اور مظلوم کو دفتر گردی کے چکر میں پھنسا کر مزید ظلم پر ظلم کا سبب نہ بنیں بلکہ حکام و عوام کو للہیت اور اخلاص کا پابند ہونا چاہئے۔

عدل و انصاف کے قیام کی ذمہ داری حق تعالیٰ نے پورے افراد انسانی پر ڈال دی ہے لہٰذا انصاف کا مطالبہ صرف دوسروں ہی سے نہ ہو بلکہ اپنے نفس سے بھی ہونا چاہئے' اپنے نفس کے خلاف کوئی بیان یا اظہار کرنا پڑے تو بھی حق و انصاف کے خلاف کچھ نہ بولے اگرچہ اسکا نقصان اسکی ذات پر ہی پڑتا ہو کیونکہ یہ نقصان حقیر قلیل اور عارضی ہے اور جھوٹ بول کر اسکی جان بچالی گئی تو قیامت کا شدید عذاب اپنی جان کے لئے خرید لیا۔ (معارف القرآن)

خداوند تعالیٰ دنیا میں عدل و انصاف کا بول بالا فرما کر امن و سکون کی فضاء پیدا فرمائے۔ آمین

بقیہ علم نجوم کی حیثیت

بہترین تبصرہ کیا ہے کہ "یعنی اس علم کا جتنا حصہ مفید ہوسکتا ہے وہ کسی کو معلوم نہیں اور جتنا لوگوں کو معلوم ہے وہ فائدہ مند نہیں"

بہرحال' یہ بات طے شدہ ہے کہ علم نجوم کوئی یقینی علم نہیں ہے اور اسمیں غلطیوں کے بے حساب احتمالات ہوتی ہیں' لیکن ہوتا یہ ہے کہ جو لوگ اس علم کی تحصیل میں لگتے ہیں وہ اسے بالکل قطعی اور یقینی علم کا درجہ دی جبتی ہیں اسی کی بناء پر مستقبل کے فیصلے کرتے ہیں' اسی کی وجہ سے دوسروں کے بارے میں اچھی بری رائیں قائم کرلیتی ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس علم کا جھوٹا پندار بعض اوقات انسان کو علم غیب کے دعووں تک پہنچادیتا ہے اور ظاہر ہے کہ ان میں سے ہر چیز بے شمار مفاسد پیدا کرنے والی ہے'

علم نجوم کی ممانعت کی تیسری وجہ یہ ہے کہ یہ عمر عزیز کو ایک بے فائدہ کام میں صرف کرنے کے مرادف ہے' جب اس سے کوئی نتیجہ یقینی طور پر حاصل نہیں کیا جاسکتا تو ظاہر ہے کہ دنیا کے کاموں میں یہ علم چنداں مددگار نہیں ہوسکتا' اب خواہ مخواہ ایک بے فائدہ چیز کے پیچھے پڑنا اسلامی شریعت کی روح اور مزاج کے بالکل خلاف ہے' اس لیئے اس کو ممنوع کردیا گیا ہے۔ (تفسیر معارف القرآن) فقط

بقیہ نفاق کی علامت جھوٹ

المتشبع بمالم یعط کلابس ثوبی زور

(ابو داؤد' کتاب الادب' باب فی المن تیشبع بمالم یعط' حدیث نمبر ۴۹۹۷)

یعنی جو شخص اپنے عمل سے اپنے آپ کو ایسی چیز کا حامل قرار دے جو اس کے اندر نہیں ہے تو وہ جھوٹ کا لباس پہننے والا ہے' مطلب اس کا یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے عمل سے اپنے آپ کو ایسا ظاہر کرے جیسا کہ حقیقت میں نہیں ہے۔ یہ بھی گناہ ہے۔ مثلاً" ایک شخص جو حقیقت میں بہت دولت مند نہیں ہے' لیکن وہ اپنے آپ کو اپنی اداؤں سے' اپنی نشست و برخواست سے' اپنے طریق زندگی سے اپنے آپ کو دولت مند ظاہر کرتا ہے' یہ بھی عملی جھوٹ ہے' یا اس کے برعکس ایک اچھا خاصا کھاتا پیتا انسان ہے۔ لیکن اپنے عمل سے تکلف کرکے اپنے آپ کو ایسا ظاہر کرتا ہے' تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ اس کے پاس کچھ نہیں ہے' یہ بہت مفلس ہے۔ نادار ہے۔ غریب ہے' حالانکہ حقیقت میں وہ غریب نہیں ہے۔ اس کو بھی نبی کریم ﷺ نے عملی جھوٹ قرار دیا۔۔۔ لہٰذا عملی طور پر کوئی ایسا کام کرنا جس سے دوسرے شخص پر غلط تاثر قائم ہو۔ یہ بھی جھوٹ کے اندر داخل ہے۔

اپنے نام کے ساتھ "سید" لکھنا

بہت سے لوگ اپنے ناموں کے ساتھ ایسے الفاظ اور القاب لکھتے ہیں۔ جو واقعہ کے مطابق نہیں ہوتے' چونکہ رواج چل پڑا ہے' اس لئے بلا تحقیق لکھنا شروع کردیتے ہیں۔ مثلاً" کسی شخص نے اپنے نام کے ساتھ "سید" لکھنا شروع کردیا۔ جب کہ حقیقت میں "سید" نہیں ہے اس لئے کہ حقیقت میں "سید" وہ ہے جو باپ کی طرف سے نسب کے اعتبار سے نبی کریم ﷺ کی اولاد میں ہو' وہ "سید" ہے' بعض لوگ ماں کی طرف سے نبی کریم ﷺ کی اولاد میں سے ہوتے ہیں' اور اپنے آپ کو "سید" لکھنا شروع کردیتے ہیں۔ یہ بھی غلط ہے۔ لہٰذا جب تک "سید" ہونے کی تحقیق نہ ہو' اس وقت تک "سید" لکھنا جائز نہیں' البتہ تحقیق کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ اگر خاندان میں یہ بات مشہور چلی آتی ہے کہ یہ سادات کے خاندان میں ہیں تو پھر "سید" لکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ لیکن اگر "سید" ہونا معلوم نہیں ہے۔ اور نہ اس کی دلیل موجود ہے' تو اس میں بھی جھوٹ بولنے کا گناہ ہے۔

لفظ "پروفیسر" اور "مولانا" لکھنا

بعض لوگ حقیقت میں "پروفیسر" نہیں ہیں' لیکن اپنے نام کے ساتھ "پروفیسر" لکھنا شروع کردیتے ہیں۔ اس لئے کہ "پروفیسر" تو ایک خاص اصطلاح ہے۔ جو خاص لوگوں کے لئے بولی جاتی ہے۔ یا جیسے "عالم" یا "مولانا" کا لفظ اس شخص کے لئے استعمال ہوتا ہے جو درس نظامی کا فارغ التحصیل ہو۔ اور باقاعدہ اس نے کسی سے علم حاصل کیا ہو۔ اس کے لئے "مولانا" کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ اب بہت سے لوگ جنہوں نے باقاعدہ علم حاصل نہیں کیا۔ لیکن اپنے نام کے ساتھ "مولانا" لکھنا شروع کردیتے ہیں' یہ بھی خلاف واقعہ ہے' اور جھوٹ ہے۔۔۔۔ ان باتوں کو ہم لوگ جھوٹ نہیں سمجھتے' اور ہم یہ نہیں سمجھتے کہ یہ بھی گناہ کے کام ہیں۔ اس لئے ان سے پرہیز کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

KHATME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

ہمارا نصب العین اسلام کی سربلندی، عقیدہ ختم نبوت و ناموس رسالتؐ کا تحفظ
اور گستاخ رسول فتنہ قادیانیت کا پرزور تعاقب

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی قائدین کی تمام دردمندان اسلام اور شمع ختم نبوت کے پروانوں سے

اپیل

الحمدللہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اپنے یوم تاسیس سے لے کر اب تک اسلام کی سربلندی، عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالتؐ کے تحفظ کے ساتھ ساتھ

گستاخ رسول فتنہ قادیانیت کا پرزور تعاقب کر رہی ہے

○ عالمی مجلس کے راہنماؤں اور مبلغین کی کوششوں سے اب تک ہزارہا افراد قادیانیت سے تائب ہو چکے ہیں۔ صرف ایک افریقی ملک "مالی" میں ۳۵ ہزار افراد حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ ○ جماعتی لٹریچر جو متعدد زبانوں میں شائع ہو چکا ہے (اور مزید زبانوں میں شائع کرنے کی کوششیں جاری ہیں) اس کے اور جماعتی مبلغین کے ذریعے پوری دنیا قادیانیت کے دجل و فریب سے آگاہ ہو چکی ہے ○ تبلیغی نظام کافی وسیع ہو چکا ہے۔ متعدد بیرونی ملکوں میں جماعتی شاخوں کے علاوہ دفاتر، قرآنی تعلیم کے لئے مکاتب قائم ہو چکے ہیں۔ اندرون ملک ۵۰ سے زائد ہمہ وقتی مبلغ ۱۰ دینی مدارس قائم ہیں، مدارس میں بیرونی طلباء کے اخراجات عالمی مجلس آپ حضرات کے دیئے ہوئے عطیات سے پورا کرتی ہے۔ ○ جماعت کے دو ہفتہ وار رسالے قادیانیت کے پرزور تعاقب میں مصروف ہیں۔ امسال عالمی مجلس نے ایک عظیم الشان منصوبہ پر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کام شروع کیا ہوا ہے اور وہ ہے روس کی غلامی سے آزادی حاصل کرنے والی ریاستوں اور کمیونسٹوں کے جبر و تشدد سے نجات حاصل کرنے والے لاکھوں مسلمانوں میں قرآن مجید پہنچانا۔

یہ آزاد ریاستیں

کسی زمانہ میں اسلامی علوم و فنون کا مرکز رہی ہیں۔ امام بخاریؒ امام مسلمؒ امام ترمذیؒ امام برہان الدین مرغینانیؒ صاحب ہدایہ، امام ابو حفص کبیرؒ امام ابو اللیث سمرقندیؒ اور امام ابو منصور ماتریدیؒ اسی سرزمین سے اٹھے جن کے علمی فیضان سے پورا عالم اسلام مستفید ہوا لیکن ان مسلم ریاستوں پر روس کے ظالمانہ و جابرانہ تسلط نے عالم اسلام کی ان مایہ ناز ریاستوں کو بنجر بنا کر رکھ دیا۔ آج وہ سرزمین قرآنی تعلیم کی پیاسی اور اور وہاں کے مسلمان ہم سے قرآن مجید کے طالب ہیں۔ ایسے میں عالمی مجلس کے وفد نے وہاں کا دورہ کرنے کے بعد ۱۰ لاکھ قرآن مجید جماعت کی طرف سے مہیا کر کے وہاں پہنچانے کا فیصلہ کیا جو الحمدللہ آپ کی دعاؤں سے زیر طبع ہے اس وقت ہزاروں قرآن مجید وہاں پہنچا بھی دیئے ہیں۔

ان تمام منصوبہ جات خاص طور پر وسطی ایشیا کی ریاستوں میں قرآن مجید پہنچانے کے پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے لئے عالمی مجلس کو آپ کے تعاون کی اشد ضرورت ہے

ہم تمام اہل اسلام اور شمع ختم نبوت کے پروانوں سے اپیل کرتے ہیں کہ

وہ موجودہ مہینوں خصوصاً رمضان المبارک میں مذکورہ منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے اپنی زکوٰۃ، صدقات، خیرات اور خاص طور پر عطیات سے دل کھول کر امداد فرمائیں۔

فقیر خان محمد
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

محمد یوسف لدھیانوی
نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

عزیز الرحمن جالندھری
مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

ترسیل زر کا پتہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان۔ فون: ۴۰۹۷۸

کراچی کا پتہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون ۷۷۸۰۳۳۷

نوٹ:۔ کراچی کے احباب الائیڈ بنک، بنوری ٹاؤن اکاؤنٹ نمبر ۳۳۳ میں براہ راست رقم جمع کر کے دفتر کو اطلاع دیں۔